سلسلہ مطبوعات فیضانِ حبیب (2)

النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ (الاحزاب)

معارف معراج النبی ﷺ

مختصر فضائلِ درود شریف

خُطبات:

ڈاکٹر حافظ محمد فرخ حفیظ صاحب

الٰہی مَن مقصود توئی و رضائے تو

تقدیم :

عدیل حیدر گھمن

نام کتاب: معارف معراج النبی ﷺ وفضائل درود شریف

مرتب: عدیل حیدر گھمن

تعدادِ نسخ: گیارہ سو(1100)

قیمت نسخہ :175روپے

پروف ریڈنگ: جمشید رسول گوندل ایڈووکیٹ

سرورق: عدیل حیدر گھمن

طبع اول: ذوالحجہ 1438ھ بمطابق اگست 2017ء

مطبع: انٹرنیشل نعت مرکز، اردو بازار، لاہور

ناشر: فیضان پبلشر، لاہور

برائے رابطہ: آستانہ عالیہ ڈیرہ حضرت میاں صاحبؒ گدھر شریف۔
تحصیل پھالیہ، ضلع منڈی بہاوالدین۔

فیضان پبلشر، A-3/30جوہر ٹاون، لاہور۔ رابطہ نمبر: +92-312-7744744

ای میل: journalistibd@gmail.com

ویب سائٹ: www.sufism.pk فیس بک: facebook.com/sufism.pk

انتساب

اُن کے نام جن کے صدقے سب نے کہا

”اللّٰهُ أَحَدٌ “

سرورِ کونین ﷺ

فہرست موضوعات

عرض ناشر

جدید معاشرے نے قدیم انسان کی سوچ کو نہ صرف محدود کر دیا ہے بلکہ رفتہ رفتہ وہ اپنی ذات اور ذاتی خواہشات تک ہی محدود ہو گیا ہے۔ اِس لیے اُس کی زندگی کا محور و مرکز بھی محض اُس کی ذات ہو گئی اور انسان کو اُس سے آگے نظر آنا بند ہو گیا۔ انسان نے اپنے گردوپیش کو اپنے مطابق ڈھالنے کی سعی شروع کر دی یا پھر اُس ماحول میں جانا پسند کیا جو اُس کی خواہشات سے میل کھاتا ہو۔ ایسے میں وہ یہ سوچنے سمجھنے سے بھی قاصر ہو گیا کہ انسان مالکِ کائنات کی وہ تخلیق ہے جس کا ذکر اُس نے ''احسن تقویم'' کے الفاظ سے فرمایا ہے اور انسانوں میں سے ہی منتخب بندوں کو اللہ رب العزت نے ''خلیفۃ فی الارض'' کا مقام نصیب فرمایا ہے۔ اللہ رب العزت نے جس اصول پر انسان کی تخلیق فرمائی وہ تاقیامت کارگر ہے اور ہر دور میں آنے والا انسان اُسی زریں اصول پر پیدا ہو گا۔ ہر پیدا ہونے والے انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ رب العزت کی بندگی ہے۔ جیسا کہ خود مالکِ کائنات نے فرمایا ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات:56)'' اگر کوئی انسان اپنا یہ مقصدِ زندگی حاصل نہ کر سکا تو پھر اُس کا مقام کیا ہو گا اِس کی رہنمائی بھی کتابِ مجید سے ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں فرما دیا ''أُوْلَئِكَ كَالأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ (الأعراف: 179)'' یعنی پھر وہ جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ اللہ رب العزت نے واضح فرما دیا کہ ہر دور میں انسان ہر دو میں سے ایک راہ کا راہی ہو گا۔ بندگی

یا پھر جانوروں سے بھی بدتر۔ البتہ راستے کا انتخاب کرنا انسان کا صوابدیدی اختیار ہے۔ جو راہ چاہے چُن لے نتیجہ بھی اُس کے انتخاب کے مطابق ہی ہو گا۔

جدید دور میں عمومی انسان اِس سوچ کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہے کہ اُس سے پہلے گزرے ہوئے انسان انتہائی اُجڈ اور غیر تہذیب یافتہ تھے لیکن وہ اس بدیہی حقیقت کو سمجھنے سے عاجز نظر آتا ہے کہ ہر گزرتے وقت کے ساتھ اللہ رب العزت کی تخلیق فرمائی گئی کائنات کے راز منکشف ہوئے ہیں اور انسان کے لیے سہولت اور آسانی پیدا ہوئی ہے نا کہ انسانی مزاج اور نفسیات میں کوئی تبدیلی رونما ہوئی ہے یا انسانی تخلیق میں کوئی نیا معجزہ رونما ہوا ہے، بلکہ اِس دُنیا میں تشریف لانے والے پہلے انسان سیدنا آدمؑ سے لے کر آخری آنے والے انسان تک ہر شخص ہابیل کے گروہ سے ہو گا یا پھر اُس کے بھائی قابیل کے گروہ کارکن ہو گا۔ اِس کے علاوہ اُس کے پاس کوئی تیسرا راستہ نہیں ہے۔

جدیدیت سے متاثر انسان نے جہاں تنگ نظری کو اپنا شعار بنایا، ہر چیز کو اپنی منشا کے مطابق ڈھالنا اور واقعات کی حالات کے مطابق تعبیر شروع کی وہاں اُس نے مذہب کے ساتھ بھی یہ ہی سلوک کیا اور اپنی زندگی کو اسلامی احکام کے مطابق ڈھالنے کے بجائے اسلامی احکام میں سے اپنی مرضی کی تاویل ڈھونڈنے لگا۔ اِس سے مذہب پر آنچ آئی اور مذہبی تشخص مجروح ہوا۔ جب اہل روایت نے جدید مذہبی تصور کو قبول کرنے سے انکار کیا تو ایک نئی بحث کا آغاز ہوا اور آخر کار بات ایک دوسرے کے خلاف فتاویٰ تک جا پہنچی، جس سے اہل عالم کو اسلام پر نکتہ چینی کرنے کے لیے مواد مسلمانوں ہی سے

مہیا ہونے لگا۔ ایسے دگرگوں حالات میں بھی اہل اللہ کا ایک ایسا گروہ موجود رہا جو خاموشی سے دین کی خدمت کرتا رہا۔ اِن خانقاہ نشینوں کے پاس حاضر ہونے والے افراد دینِ مُبین کی دولت سے سیر اب ہوتے رہے اور اپنے قلوب کو عرفانِ الٰہیٰ سے منور کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ یہ خانقاہی نظام بھی دُنیاوی چمک دَمک سے متاثر ہونا شروع ہو گیا اور پھر اُن میں سے اکثر پر وہ وقت آگیا جس کے متعلق شاعر نے کہا ہے کہ: ''زاغوں کے تصرف میں ہیں عقابوں کے نشیمن'' اِس کا سب سے زیادہ نقصان اُمتِ مسلمہ کو ہوا، اتحاد و یگانگت پارہ پارہ ہوئی اور صلہ رحمی کا تصور ہی دم توڑ گیا۔ اِس زبوں حالی کے دور میں بھی اللہ رب العزت کو اپنے محبوب ﷺ کی اُمت کی خیر خواہی مطلوب تھی اِس لیے اِس دور میں بھی کچھ خانقاہیں اپنی مذہبی ذمہ داریاں بطریق اَحسن نبھاتی رہیں علم و عرفان اور فیوض و برکات کا سلسلہ جاری رہا۔ انہی میں سے ایک خانقاہ آستانہ عالیہ ڈیرہ حضرت میاں صاحبؒ گدھر شریف، منڈی بہاوالدین ہے۔ جس کے صاحبِ سجادہ سراج السالکین، شمس العارفین، منبع جُودو سَخا، مَلجَاو مَاویٰ، وَاقفِ اَسرارِ حَقیقَت، اَمیرِلُطفْ و عَنایَت، چَشمَہ فَیضْ وشَفَا، مُجَددِ زَماں، اَمامْ الاولیا، جَناب حَضرت اَلشَیخ اَلحاج ڈاکٹرحَافظ مُحمد فَرخ حَفیظ صَاحِب رَحمۃُ اللہِ تَعالیٰ عَلیہِ نے اِس مسند سے 27 سال عوام الناس کی خدمت کی۔ اِس دوران قریب چوالیس (44) لاکھ افراد فیض یاب ہوئے۔ خانقاہ نشینؒ نے نہ صرف دوا اور دُعا فرمائی بلکہ بدلتے زمانے کے ساتھ ساتھ دینِ مُبین کی بدلتی تفہیم کی روک تھام کا بھی مناسب بندوبست فرمایا۔ اِس 27 سالہ عرصہ میں صاحبِ مسندؒ نے مختلف موضوعات پر 2500 سے زائد خطبات دیئے۔ جن اہم موضوعات پر انہوں نے گفتگو فرمائی اُن مواعظ میں

معراج النبی ﷺ، واقعہ کربلا، عید میلاد النبی ﷺ اور احیائے تصوف شامل ہیں۔ احیائے تصوف کے موضوع پر آپؒ کے خطبات ''فیضانِ حبیب'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ زیر نظر کتاب آپؒ کی معراج النبی ﷺ کے سلسلہ میں دیئے گئے خطبات کی روشنی میں مُرتب کی گئی ہے تاہم یہ اَمر قابلِ ذکر ہے کہ یہ جنابؒ کے من و عن خطبات نہیں ہیں بلکہ اُن کی روشنی میں اور جنابؒ کی ہدایت کے مطابق مُرتب کیے گئے ہیں [1]۔ اِس کتاب میں واقعہ معراج النبی ﷺ کی قرآنِ پاک کی روشنی میں وضاحت کی گئی ہے، علاوہ ازیں فضائل درود شریف کا موضوع بھی شاملِ کتاب ہے۔

کتاب ہذا کو غلطیوں سے پاک کرنے کی حتیٰ المکان کوشش کی گئی ہے، اِس کے باوجود یہ ایک انسانی کاوش ہے جس میں غلطی کا امکان صرفِ نظر نہیں کیا جا سکتا اس لیے کتاب میں جو کمی کوتاہی پائی جائے ناچیز اُس کا ذمہ دار ہے اور قارئین سے پیشگی معافی کا طلب گار ہے۔ رہنمائی فرمانے والوں کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ یہ کتاب ویب سائیٹ www.sufism.pk پر بھی دستیاب ہے۔ آپ کی آراء کے لیے رابطہ نمبر: +92-312-7744744 اور ای میل: journalistbd@gmail.com موجود ہے۔

طالبِ دُعا:

عدیل حیدر گھمن

---

[1] جناب حضرت صاحبؒ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں یہ مواعظ ناچیز کو عنایت فرمائے اور ان کے متعلق ہدایات بھی فرمائی تھیں جن کی روشنی میں یہ کتاب مُرتب کی گئی ہے۔

مُعارفِ معراج النبی ﷺ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُؤمِنَ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلِ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَنَشْهَدُ أن لا إله إلا اللّٰهُ وَحدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،

أَمَّا بَعْدُ۔ فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي القُرآنِ المَجِيدِ وَالفُرقَانِ الحَمِيدِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۝ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى ۝ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوٰى ۝ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوٰى ۝ وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلٰى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى ۝ فَأَوْحٰى إِلٰى عَبْدِهِ مَا أَوْحٰى ۝ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأٰى ۝ أَفَتُمَارُونَهُ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرٰى ۝ عِندَ سِدْرَةِ الْمُنتَهٰى ۝ عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوٰى ۝ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَأٰى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى (النجم: 18-1)۔ اٰمَنتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ مَولَانَا العَظِیمِ اَلصَّلوٰۃْ والسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ

ہمارا موضوع قرآنِ پاک کی روشنی میں واقعہ معراج النبی ﷺ کا بیان ہے اور یہ بتانا مقصود ہے کہ نبی ﷺ کا معراجِ پاک جسمانی بھی تھا اور روحانی بھی تھا۔ اِس موقع پر

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نبیِ مکرم ﷺ کے مزاج میں ملاحظہ فرمایا اور جہاں وہ تشریف لے کر گئے بے شک وہ عین حقیقت تھا اور لازم ہے کہ اللہ رب العزت کا بیان ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اِس واقعہ کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے اللہ تعالیٰ نے کلامِ مجید میں اِس واقعہ کی شہادت خود ہی بیان فرمادی تاکہ اعتراضات کرنے والوں کے منہ بند کیے جا سکیں۔ معراج النبی ﷺ پر اعتراضات کا سلسلہ نبیِ مکرم ﷺ کے سفر معراج کے فوراً بعد شروع ہو گیا تھا۔ جب نبی ﷺ نے حکمِ ربی کے تحت اپنے اِس سفر کا ذکر فرمایا تو اُس وقت بھی جن لوگوں کے دلوں میں ایمان نہیں تھا انہوں نے اِس پر شک و شبہ کا اظہار کیا تھا یہاں تک کے ابو جہل نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے کہا کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں آسمانوں پر گیا اور راتوں رات واپس آگیا تو کیا آپؓ اُس کی بات کا یقین کر لیں گے؟ سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ نہیں یہ ماننے والی بات نہیں ہے۔ اِس پر ابو جہل نے جواب دیا کہ آپؓ کے نبی حضرت محمد ﷺ نے یہ کہا ہے تو فوراً صدیق اکبرؓ نے فرمایا اگر نبی اکرم ﷺ نے کہا ہے تو سچ کہا ہے اور میں اُس کو دل و جان سے مانتا ہوں، اسی موقع پر آپؓ کو صدیق کا خطاب ملا کیونکہ آپؓ نے اِس واقعہ کی تائید کی تھی۔
واقعہ معراج شریف ہماری یاداشت کی چیز ہے اور بقول علامہ اقبال:

"سبق ملا ہے معراجِ مصطفیٰ ﷺ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کو اللہ رب العزت نے تمام مخلوقات پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔ اِس فوقیت کا کچھ اظہار واقعہِ معراج میں ہوتا ہے، خصوصاً جو لوگ اللہ

پاک کے قُرب کے طالب ہیں اور جَوارِ الٰہی کا نظارہ کرنا چاہتے ہیں یہ کوئی ممنوع بات نہیں ہے اللہ پاک نے قرآنِ پاک میں خود فرمایا!

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ (الانعام: 52)

کہ جو لوگ اللہ پاک کا چہرہ دیکھنے کے مشتاق ہیں، اِس کا مطلب ہے کہ اللہ پاک کا جلوہ دیکھنا اللہ کے پسندیدہ لوگوں کی صفت ہے۔ اللہ رب العزت نے واقعہ معراج النبی ﷺ کا بیان قرآن پاک میں مختلف مقامات پر فرمایا ہے۔ سورۃ النجم شریف میں معراج النبی ﷺ کا وہ حصہ بیان فرمایا گیا ہے جس پر زیادہ اختلاف رائے پایا جاتا ہے اور عقل کے گھوڑے دوڑائے جاتے ہیں اللہ پاک نے اِس سورہِ مبارکہ میں اُس کی بڑی وضاحت فرمادی ہے شاید اِس سے زیادہ وضاحت کی ضرورت باقی نہ رہے کہ ربِ کائنات جس نے اپنے حبیب ﷺ کو عرش پر بلایا وہ خود اُن کیفیات کا اظہار فرمارہا ہے۔ اِس واقعہ کی صداقت میں اِس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ سورۃ النجم کے پہلے رکوع میں سِدرۃ المنتہیٰ اور اُس کے آگے کے واقعات کی تفصیلات بیان فرمائی گئی ہیں جہاں پہنچ کر حضرت جبریل امینؑ کی حد ختم ہو جاتی ہے وہاں پہنچ کر ہوش وحواس، نظر اور عقل کا قائم رہنا بھی معجزہ ہے۔ یہ بھی نبی ﷺ کی ذاتِ گرامی کا اعجاز ہے کہ وہاں پہنچ کر بھی آپ ﷺ کے ہوش وحواس، نظر مبارک اور عقلِ سلیم قائم رہی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جب حضرت موسیٰؑ نے التجا کی تھی کہ "قَالَ رَبِّ أَرِنِي (الاعراف: 143)" یااللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں، فرمایا " لَن تَرَانِي (الاعراف: 143)" اے موسیٰؑ آپ مجھے نہیں دیکھ سکتے، ایسے موقع پر نبی مکرم ﷺ

کا اپنے تمام تر حواس کو سلامت رکھنا بھی معجزہ ہے۔اِس لیے اللہ پاک نے نبی مکرم ﷺ کے اِس معجزہ کا بھی ذکر فرمایا۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تمام مخلوقات سے مُمتاز فرمایااور پھر ''إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (البقرۃ:30)'' فرما کر اِس حقیقت کا اظہار بھی کتابِ مجید میں فرما دیا۔ اللہ رب العزت نے انسان کی قدر، مرتبہ اور منزلت دکھانے کے لیے انسانِ کامل اور تمام مخلوقات میں سے افضل ترین ہستی سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، نبیِ مُکرم، نُورِ مجُسم، احمدِ مُجتبیٰ، مُحمدِ مُصطفیٰ ﷺ کا انتخاب کیا۔ اللہ پاک نے اِس کا آغاز ''وَالنَّجْمِ (النجم : 1)'' سے فَرمایا۔ ''وَالنَّجْمِ'' اللہ پاک نے قسم کھائی اُس خاص چمکتے تارے کی، اُس خاص تارے سے مُراد محُبوبِ ربِ کائنات ﷺ ہیں۔ ''إِذَا هَوَى (النجم : 1)'' کہ جب وہ معراج شریف سے واپس تشریف لا رہے تھے، اللہ پاک نے اُس وقت کی قسم کھائی ہے، محبوب کے ملنے اور اُس کی روانگی سے ادائے دِلرُبا جھلکتی ہے اور اللہ پاک کو یہ ادا پسند آئی۔ ''مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَى (النجم :2)'' اللہ پاک نے فرمایا کہ آپ کے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔ اِس کے بعد کی آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اِس بات کا بندوبست فرما دیا کہ نبی کریم ﷺ نے معراج النبی ﷺ کے بارے میں جو کچھ بیان فرمایا اور جو کچھ زندگی بھر اُن کی زبانِ اقدس سے نکلا اُس کے متعلق اللہ پاک نے واضح فرما دیا کہ وہ اپنی مرضی سے گفتگو نہیں فرماتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى (النجم :3)'' یعنی وہ (نبی ﷺ) جو کچھ فرما رہے ہیں اپنی مرضی سے نہیں فرما رہے ہیں۔ بلکہ ''إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى (النجم :4)'' اِس کا اُن کو حکم فرمایا گیا ہے یعنی نبی پاک ﷺ جو کچھ بھی

ارشاد فرماتے ہیں یہ اُن کو اللہ پاک کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے۔ "عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَى (النجم: 5) "اُن کو سخت قوتوں والے طاقتور نے علم دیا۔" ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَى (النجم: 6)" یہ اُس وقت کا ذکر ہے جب عرش نزدیک تھا اور نبیِ مُکرم ﷺ سِدرۃ المُنتہیٰ سے گزر چکے تھے۔ جب ربِ کائنات کے جلوے نے اپنے محبوب ﷺ کو ملنے کا ارادہ فرمایا "فَاسْتَوَى" سے یہاں مُراد ہے کہ وہ مائل (متوجہ ہو گیا) ہوا۔ "وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى (النجم: 7) "اور اُس وقت وہ بلندیوں کی اِنتہا پر تھا۔ عربی زبان میں اُفق اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں نظر کی حد ختم ہوتی ہے۔ ہماری نظر کی حد کچھ دُور جا کر ختم ہو جاتی ہے اور زمین آسمان ملے ہوئے نظر آتے ہیں۔ میرا اور آپ کا افق وہ مقام ہے جہاں اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو ہمیں زمین اور آسمان ملے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اگر انسان کو کبھی جنگل میں جانے کا اتفاق ہو یا کسی کھلی جگہ پر چلا جائے تو اُس کو سامنے ایک جگہ پر آسمان اور زمین ملے ہوئے نظر آتے ہیں اُس مقام کو افق کہتے ہیں، یعنی نظر کی حد۔ "وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى (النجم: 7) اِس آیت مبارکہ میں جس جلوے کا ذکر ہو رہا ہے وہ جلوہ ربِ کائنات کا جلوہ تھا اور جس اُفق کا ذکر ہو رہا ہے وہ نبی پاک ﷺ کی نگاہِ مبارکہ کی حَد ہے۔ اور "أُفُقِ الْأَعْلَى" یعنی نبی پاک ﷺ کی نگاہِ مبارکہ اور نبی پاک ﷺ کی نگاہ کی حَد نہ کوئی پہچان سکتا ہے اور نہ ہی کوئی اُس کا حساب لگا سکتا ہے۔ کیونکہ آسمان کا کنارہ تو بہت پیچھے رہ جاتا ہے نگاہِ مبارک عرشِ مُعلیٰ بلکہ اُس سے بھی آگے تک رسائی رکھتی ہے۔ اللہ کے محبوب ﷺ کی نگاہِ مبارک کی کوئی حد نہیں ہے "وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى (النجم: 7) وہ جلوہ نبی پاک ﷺ کی آنکھوں کے سامنے تھا۔ اِس موقع پر جو لفظ

استعمال کیا گیا وہ ہے ''وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى (النجم: 7)'' یعنی بلندیوں کی انتہا پھر فرمایا ''ثُمَّ دَنَا (النجم: 8) '' پھر وہ جلوہ قریب ہوا'' فَتَدَلَّى (النجم: 8)'' اور پھر کُھل کر قَریب ہو گیا'' فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى (النجم: 9)'' صرف محبوب ﷺ نے ہی اُس طرف اپنی پیش قدمی نہیں فرمائی بلکہ جلوہِ ربِ کائنات بھی قریب ہوا ہے'' فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى (النجم: 9)'' اور وہ اتنا قریب آ گیا کہ جیسے دو قوسیں مِل جائیں تو فاصلے ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ جب ایک قوس دوسری قوس کے ساتھ ملتی ہے تو دائرہ بن جاتا ہے اور دائرے کے مرکز کا فاصلہ صفر ہوتا ہے یعنی قوسین کے درمیان فاصلہ ختم ہو جاتا ہے۔ محبوبِ ربِ کائنات اور جلوہِ ربِ کائنات بھی بلکل اِسی طرح آپس میں مِلے کہ اُن کے درمیان کوئی فاصلہ نہ رہا۔ فاصلے مِٹ گئے۔ جن لوگوں نے جیومیٹری اور جُغرافیہ کا علم حاصل کیا ہے وہ اَصحاب جانتے ہیں کہ کسی خطِ مستقیم کے صفر سے لیکر اگر 180 ڈگری کا خط کھینچا جائے تو وہ قوس کہلاتا ہے اور جب دو قوسیں مِل جائیں تو فاصلہ صفر ہو جاتا ہے۔ ''فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ '' پھر قوسیں مل گئیں یعنی فاصلے مٹ گئے '' أَوْ أَدْنَى '' یعنی اُس سے بھی آگے '' أَوْ أَدْنَى '' کا راز اللہ کے محبوب ﷺ جانتے ہیں یا اُن کے علاوہ محض وہ لوگ جن کو اُنہوں نے یہ راز عطا فرمایا ہے۔ وہ صاحبِ راز جو قُربِ الٰہی کے متمنی ہو کر '' بمصطفیٰ ﷺ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست '' نبی ﷺ کی غُلامی اختیار کر لیتے ہیں اُن کو اِس راز سے آگہی بخش دی جاتی ہے۔ اِس راز کو کبھی بھی مجمع عام میں زیرِ بحث نہیں لایا گیا، '' أَوْ أَدْنَى '' درحقیقت مقامِ معراج ہے۔ آپ آقا کریم ﷺ کی شان کا اندازہ فرمائیں کہ جب نبی پاک ﷺ کو معراج عطا فرمایا گیا اتنی

عظمتوں، بلندیوں اور رفعتوں پر پہنچ کر بھی آپ ﷺ نے اپنی اُمت کو فراموش نہیں فرمایا عرض کی مولا یہ معراج میری اُمت کو بھی عطا فرمادے؟ مولا تجھے عطا کرتے ہوئے کوئی پرواہ نہیں اور میری یہ تیری بارگاہ میں التجا ہے اللہ کریم نے وہ التجا منظور فرمائی اور نبی پاک ﷺ اُمت کے لیے معراج لے کر تشریف لائے یعنی اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ کی التجا پر مقامِ معراج حضور ﷺ کی اُمت کے لیے بھی عطا فرمادیا ۔ جن کو اسمِ اللہ کا سبق دیا جاتا ہے وہ جانتے ہیں کہ اسم اللہ سے اگلی منزل ''أَوْ أَدْنَىٰ'' کے مقامات سمجھاتی ہے۔ '' فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ (النجم:9) '' یہ آیت مبارکہ معراج کی قربتوں کا اظہار ہے، عبد اور معبود کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ اگر کوئی کہے کہ معاذ اللہ دو ہستیاں آپس میں مدغم ہو گئیں تو یہ بات نہ صرف ادب کے اصول کے خلاف ہے بلکہ بندگی اور اصول کے اصول کے بھی خلاف ہے اور اگر کوئی یہ کہتا ہے تو محض خام خیالی ہے [معاذ اللہ] اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ [معاذ اللہ] ایک ذات دوسری ذاتِ مبارکہ میں پیوست ہو گئی وہ غلط ہیں ۔ حضرت داتا گنج بخشؒ نے اِس معاملے کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کے اندر حَلول نہیں کرتا اور نہ مَدغم ہوتا ہے ۔ یاد رہے کہ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے موضوع پر جو کچھ کتابوں میں لکھا گیا ہے اُس میں بہت ساری اُلجھنیں ہیں۔ لیکن یہ بھی لازم ہے کہ اِس کا معنی سمجھنے کے لیے اِس راہ پر چلنا بھی نہایت ضروری ہے۔ جس کو شوق ہو وہ اِس راہ پر چل کر دیکھے ۔مُرشدِ کامل اِک نگاہ سے اِن مقامات کو طے کروا دیتا ہے یہ وہ مُقام ہے

جب نبی پاک ﷺ کو معراج عطا فرمایا گیا۔ اِس آیت مبارکہ کی اِس سے زیادہ تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ:

"تیرا معراج کہ تو جانے کہاں تک پہنچا
میرا معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا"

المختصر کلامِ مجید میں "أَوْ أَدْنَىٰ" کا جو حسین انداز اپنایا گیا اِس کی حقیقت وہ شخص ہی جان سکتا ہے جو اِس راہ کا راہی ہو۔ یعنی "راہ پیا جانے تے واہ پیا جانے" اِس سلسلہ میں جو غلط فہمی پیدا کی جاتی ہے ہم نے محض اُس کا چند الفاظ میں ازالہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس نے أَوْ أَدْنَىٰ کا معنی معلوم کرنا ہو اُس کو اللہ کی بارگاہ میں "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ:4)" کا حلف نامہ لے کر پیش ہونا پڑتا ہے۔ پھر فرمایا "فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ (النجم:10)" وحی فرمائی مالک نے اپنے بندے کو جو کچھ اللہ رب الکریم نے چاہی۔ یہ اللہ کریم کے الفاظ ہیں کہ اُس کے بعد اپنے بندے سے اللہ تعالیٰ نے گفتگو فرمائی، جو بھی فرمائی یہ مِحبوب اور مُحب کا راز ہے۔ غور فرمائیں کہ گفتگو اللہ کریم اور اُس کے محبوب ﷺ کے درمیان ہو رہی ہے اور اللہ پاک اُس کا ذکر فرما رہے ہیں اِس لیے کہ اگر کسی کے دل میں بھی اِس ملاقات کے متعلق کوئی شبہات جنم لیں تو وہ جان لے کہ اِس گفتگو میں اللہ کریم اور اُس کے محبوب ﷺ کے علاوہ کوئی اور شامل نہیں تھا۔ یہ عبد اور معبود کا راز ہے، اللہ اور رسول ﷺ کے درمیان ہونے والی گفتگو ہے۔ نبی پاک ﷺ نے اللہ پاک کی بارگاہ میں بالمشافہ گفتگو فرمائی، جس سے اور کوئی ذی روح آگاہ ہو سکا اور نہ ہی کوئی اور اِس گفتگو میں وسیلہ بنا۔ اِس کے بعد فرمایا "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

مَا رَأَى (النجم: 11) "یعنی دل نے جو کچھ بھی دیکھا اُس میں کوئی کمی بیشی نہیں "کَذَبَ" کا یہاں معنی یہ ہے کہ جو کچھ دل نے دیکھا اُسی طرح بیان فرمایا۔ عربی زبان کا لفظ "کَذَبَ" وسیع المعانی ہے اکثر تراجم میں اِس لفظ کا جو ترجمہ کیا گیا وہ در حقیقت ادب کے منافی ہے۔ اِس کے معنی ہیں کہ دل نے وہی کچھ ظاہر فرمایا جو کچھ اُس نے دیکھا جھوٹ کا لفظ ادب کے منافی ہے۔ "مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى (النجم: 11)" اِس آیت مبارکہ میں "دل" کے لفظ کا استعمال ہوا ہے اِس کا مطلب ہے کہ نبی ﷺ نے جو معراج فرمایا وہ روحانی اور جسمانی دونوں طرح سے تھا۔ یہاں دل کا اور باطن کا ذکر ہے اگلی آیاتِ مبارکہ میں جسم کا ذکر بھی آتا ہے۔ اللہ پاک کو دل کی آنکھوں سے دیکھا جا سکتا ہے اِس لیے یہاں اللہ پاک نے 'مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى (النجم: 11)" کے الفاظ استعمال فرمائے۔ "أَفَتُمَارُونَهُ عَلَى مَا يَرَى (النجم: 12)" فرمایا کہ جو کچھ نبی مکرم ﷺ نے دیکھا کیا آپ اُس پر شک کرتے ہو، کیا آپ اُن سے اِس بات پر بحث کرتے ہیں کہ جو کچھ اُنہوں نے دیکھا ہے، "یریٰ" کا مطلب دیکھنا ہے اور یہ دیکھنا خواب کا دیکھنا نہیں ہے بلکہ آنکھوں سے دیکھنے کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، کیونکہ خواب میں آنکھیں بند ہوتی ہیں اور دل سویا ہوا ہوتا ہے۔ اُس میں لاشعور چلتا ہے۔ آیتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کا معراج جسمانی بھی تھا اور روحانی بھی تھا۔ فرمایا "وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى (النجم: 13)" تو جان لو کہ یہ جلوہ نبی کریم ﷺ نے بار بار دیکھا۔ ایک کے بعد جتنی دفعہ بھی دیکھا جائے وہ دیکھنا "أُخْرَى" میں داخل ہو گا۔ اِس میں تعداد مقرر نہیں ہے۔ عربی زبان میں اُولیٰ اور اُخریٰ دو الفاظ ہیں، اولیٰ کا معنی ہے پہلا اور اُس

کے بعد جتنی دفعہ بھی دیکھا جائے وہ اُخریٰ کے زُمرے میں آتا ہے۔ آقا کریم ﷺ نے جب معراج النبی ﷺ پر وہ جلوہ دیکھا پھر محبوب ﷺ نے وہ جلوہ بار بار دیکھا جس کو اِن الفاظ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ ''وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى (النجم: 13)'' اِس میں یہ حقیقت بھی مد نظر رکھی جائے کہ جب حضرت موسیٰؑ کی درخواست پر نبی کریم ﷺ دوبارہ عرشِ مُعلیٰ پر تشریف لے گئے، نمازوں میں تخفیف ہوئی اور یہ سلسلہ کتنی دیر تک جاری رہا، یہ سارا سلسلہ ''نَزْلَةً أُخْرَى'' کا حصہ ہے۔ احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ حضور پاک ﷺ حضرت موسیٰؑ کی التجا پر بار بار اللہ پاک کی بارگاہ میں حاضر ہوتے رہے اور اِس کے علاوہ بھی نامعلوم کتنی دفعہ محبوب نے اپنے مالکِ کریم کا جلوہ کیا ہوگا یہ مختصر سی آیت مبارکہ اپنے اندر معنی کے سمندر لیے ہوئے ہے مندرجہ بالا مختصر الفاظ جامعیت سے بھرپور ہیں۔ ''عِندَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى (النجم: 14)'' وہ سدرۃ المنتھیٰ سے بھی گزرے، ''عِندَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَى (النجم: 15)'' جس کے نزدیک جنت الماویٰ تھی۔ وہ جنتِ ماویٰ سے بھی گزرے۔ مالکِ کائنات نے فرمایا'' إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى (النجم: 16)'' یعنی سدرہ پر اُس وقت ایک خاص فضا چھائی ہوئی تھی چونکہ اُس خاص ماحول اور نورانیت کو آنکھیں دیکھ نہیں سکتی ہیں اِس لیے اِس آیت کے ساتھ دوسری آیت میں ہی اللہ پاک نے اِس کے دیکھنے کا بھی ذکر فرمادیا۔ ''مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى (النجم: 17)'' اللہ پاک نے فرمایا کہ نبی پاک ﷺ کی آنکھ نہ پھری نہ اپنی حد سے بڑھی، یعنی نبی پاک ﷺ کی آنکھ نے جو جلوہ دیکھا آپ ﷺ کی آنکھ مبارک اُس کو برداشت فرماگئی، اُس سے متاثر نہیں ہوئی۔ ''مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى (النجم: 17)''

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ظاہری نگاہ مبارک کا ذکر ہے کہ نگاہِ مبارکہ اپنے پورے خواص میں رہی کیونکہ یہ وہ مُقام تھا جہاں کسی بھی مخلوق کا نہ کبھی گزر ہوا اور نہ ہی اِس مقام سے کوئی اور آشنا ہو سکا۔ ''مَا زَاغَ الْبَصَرُ'' ظاہری آنکھ کی روشنی کو بَصارت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو جو دو آنکھیں عطا کی ہیں وہ بَصر کہلاتی ہیں۔ اور ''طغیٰ'' دِل کو کہتے ہیں، نبی پاک ﷺ نے آنکھوں سے بھی یہ جلوہ فرمایا اور دل سے بھی یہ جلوہ فرمایا۔ اگر یہ معراج خواب میں ہوتا تو اُس کے لیے بَصر کا لفظ استعمال نہ ہوتا، کیونکہ جب انسان سو رہا ہوتا ہے تو اُس کی آنکھ بند ہوتی ہے وہ کچھ بھی دیکھ نہیں رہی ہوتی جبکہ قرآنِ پاک کے الفاظ بتاتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی ظاہری آنکھوں نے بھی یہ جلوہ دیکھا ہے۔ آپ ﷺ کا معراج جسمانی اور روحانی تھا۔ اِس سلسلے میں ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ جب حضرت موسیٰؑ نے عرض کی تھی ''قَالَ رَبِّ أَرِنِي (الاعراف:143)'' یااللہ میں آپ کو دیکھنا چاہتا ہوں اُس کے جواب میں اللہ پاک نے فرمایا کہ اے موسیٰؑ جس پہاڑ پر آپ کھڑے ہوں گے وہاں میں نور کی ایک شعاع بھیجوں گا اگر آپؑ اُس نور کی شعاع دیکھنے کے بعد قائم رہے تو اُس کے بعد آپؑ اپنے رب کریم کی زیارت کر سکیں گے، قرآنِ کریم ہمیں بتاتا ہے کہ وَخَرَّ موسَی صَعِقًا (الاعراف: 143) کہ جب وہ شعاع آئی تو موسیٰؑ بے ہوش ہو کر گر گئے اور اُن کے ساتھ جو چالیس بندے گئے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے پاس چلے گئے، یعنی فوت ہو گئے اور پہاڑ پورا جَل گیا اُس اَنوار اور تَجلیات میں آقا کریم ﷺ کی نگاہِ مبارک کا یہ کمال ہے کہ '' مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَی (النجم: 17)'' کہ نگاہ اپنے تمام تر خواص کے ساتھ سلامت رہی، اِس آیت مبارکہ کے

ترجمے میں بھی ادب کے منافی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ ''وَمَا طَغٰی ''یعنی کسی طرف بھی نگاہ نہیں پھری، جب آنکھیں نور کو دیکھتی ہیں تو نظر چُندھیا جاتی ہے۔ فرمایا ''وَمَا طَغٰی '' نبی مکرم ﷺ کی نگاہ مبارک چندھیائی بھی نہیں، بلکہ نبی کریم ﷺ کی نگاہِ مُبارک نے پورے ہوش وحواس کے ساتھ اِس جلوے کا مشاہدہ فرمایا ہے، ''مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى (النجم: 11)'' سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی پاک ﷺ کا معراج شریف روحانی بھی تھا اور ''مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى .(النجم: 17)'' کی آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آقا کریم ﷺ کا معراجِ پاک جسمانی بھی تھا کیونکہ بصر انسانی جسم میں موجود ظاہری آنکھ کو کہا جاتا ہے نبی کریم ﷺ کی ظاہری آنکھ مبارک میں بھی یہ طاقت تھی کہ وہ جلوہ جو حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ جیسے پیغمبر برداشت نہیں فرما سکے تھے اُس نے اُس کو پورے ہوش و حواس کے ساتھ دیکھا، پوری سلامتی کے ساتھ مُلاحظہ فرمایا نظر چُندھیائی نہ ہی اُس پر کوئی اثر پڑا۔ پھر فرمایا ''لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى (النجم: 18)'' انھوں نے اپنے عظیم الشان رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ یہ نشانیاں مسجد الحرام سے شروع ہوئیں اور پھر مسجدِ اقصیٰ کے گردوپیش، راستہ میں، آسمانوں کے سفر میں بھی اور پھر اُس سے آگے بھی یہ نشانیاں دیکھی گئیں، احادیثِ مُبارکہ میں اُن کا مُفصل ذکر موجود ہے۔ میں اِس سلسلہ میں ایک حدیث پاک صرف حوالہ کے طور پر گزارش کر رہا ہوں۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں دوسرے آسمان پر پہنچا تو وہ اِس قدر نورانی تھا کہ اُس کو دیکھنے سے آنکھیں چُندھیاتی تھیں، یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ نبی پاک ﷺ کی آنکھیں نہیں چُندھیائیں،

جب جبرائیلؑ نے سرکارِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو پکڑ کر دُوسرے آسمان کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اُس دروازے کے دربان نے پوچھا کون ہے، حضرت جبرائیلؑ نے اپنے متعلق بتایا تو دربان نے دُوسرا سوال کیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے، جس پر جبرائیلؑ نے بتایا کہ میرے ساتھ جنابِ محمدِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہیں، دربان نے پوچھا کیا جنابِ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بعثت یعنی تشریف آوری ہوگئی، جس پر جبرائیلؑ نے جواب دیا کہ جی ہاں آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تشریف آوری ہوگئی ہے۔ یہ سُن کر دربان نے الحمدللہ کہا نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ادب بجا لایا اوراستقبال کیا۔ نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ میں نے وہاں بہت سارے عجائب دیکھے۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اِس طرح کی تمام تفصیلات احادیث مبارکہ میں موجود ہیں، معراج پاک پر جو بڑے بڑے اعتراضات کیے جاتے ہیں اللہ پاک نے اِن چند آیات میں اُن تمام اعتراضات کا تاقیامت شافی اور مدلل جواب دے دیا ہے۔ اِن جوابات کو کوئی صاحبِ عقل چیلنج نہیں کر سکتا ہے۔ واقعہ معراج النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جس شب وقوع پذیر ہوا اُس شب کو شبِ معراج کہتے ہیں یہ متبرک رات ماہِ رجب المرجب کے آخری ایام میں آتی ہے یہ ہی وہ مبارک رات جس رات:

”سرِ لامکاں سے طلب ہوئی سوئے منتہا وہ چلے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

کوئی حد ہے اُن کے عروج کی بلغ العلیٰ بکمالہ“

ماہِ رجب المرجب کی 26ویں اور 27ویں کی درمیانی رات شبِ معراج ہے۔ اس سلسلہ میں قرآنِ پاک ہمیں بتاتا ہے کہ یہ راتیں صرف جب اِن کے متعلقہ واقعات پیش

آئے اُس وقت مُتبرک نہ تھیں بلکہ قیامت تک اِن کو مُتبرک کر دیا گیا۔ جیسا کہ فرمایا:
"إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (1) وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ (2) لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ (3) (القدر: 3-1)" فرمایا "أَنزَلْنَاهُ" ہم نے نازل کیا قرآنِ پاک اُس کی تمام تر برکتیں، اُس کے راز، اُس کی حکمتیں سب اُس رات نازل کی گئیں، پھر فرمایا کہ کیا سمجھے لیلۃ القدر کیا ہے، لیلۃ القدر وہ رات ہے جو ہزار مہینوں کی تقدیس اور حُرمت سے زیادہ حُرمت رکھتی ہے۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ قرآنِ پاک کا نزول ایک لیلۃ القدر میں ہو چکا، لیکن اِس رات کو قیامت تک کے لیے مُتبرک کر دیا گیا اور فرمایا " تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ (4) سَلَامٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ (5) (القدر: 5-4)" اِس رات فرشتے اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں اور سلامتی ہی سلامتی ہوتی ہے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے۔ جس طرح شبِ قدر برکت والی رات ہے بعینہٖ شبِ برات اور شبِ معراج بھی برکت والی راتیں ہیں۔ اِس لیے ہر سال جب شبِ معراج آتی ہے تو اِس کی تمام تر برکتیں اِس کے ساتھ ہوتی ہیں کیونکہ اِس رات نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو معراج ہوا۔ اِن انوار و تجلیات کے فیوض و برکات سے آگاہی کے لیے ضروری ہے کہ ہم بارگاہِ ایزدی میں " إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ: 4)" کا حلف نامہ لے کر پیش ہوں۔ اِس کے علاوہ اِس سلسلہ میں صرف یہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ! "راہ پیا جانے تے واہ پیا جانے" اِسی سلسلہ میں شاعر کہتا ہے کہ:

"ہم کیوں کہتے ہیں مدینہ مدینہ
ذرا تُم مدینے میں جا کر تو دیکھو"

اگر کوئی شخص اِس رات کی برکتیں سمیٹنا چاہتا ہے تو لازم ہے کہ وہ اِس رات کو جاگ کر دیکھے اگر کوئی شخص خلوصِ نیت سے جاگے گا تو اُس کی آنکھ رواں ہو جائے گی اور اُس کو وہ گھڑی نصیب ہو گی جس وقت اُس کو اپنے ربِ کریم کا قُرب محسوس ہو گا۔ اِس رات کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف سورۃ النجم میں پورا رکوع بیان فرمایا ہے بلکہ اِس کے علاوہ بھی اِس رات کا ذکر قرآنِ پاک میں پایا جاتا ہے پندرہویں پارے کا آغاز بھی اِسی رات کی متعلقہ آیات سے ہوتا ہے "سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصَى (الاسرا:1)" درج بالا آیت بھی واقعہ معراج شریف سے متعلق ہے۔ اللہ کریم کی بارگاہ سے التجا ہے کہ اللہ کریم ہمیں بھی معراج النبی ﷺ کی اُن کیفیات سے آگاہ فرمائے، کیونکہ یہ شانِ مصطفیٰ ﷺ ہے کہ جو عزیمت آقا کریم ﷺ کو عطا ہوئی تھی آقا کریم ﷺ نے وہ اُمت کیلیے بھی مانگ لی تھی اور اللہ کریم نے عطا فرما دی اور نبی کریم ﷺ اُس کو لے کر تشریف لائے، اسی لیے اللہ رب العزت نے قسم کھائی " وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى (النجم:1)" قسم ہے اُس پیارے محبوب ﷺ کی جب وہ معراج شریف سے واپس تشریف لائے، وہ کیا شان تھی نبی کریم ﷺ اِس معراج کی وہ تمام تر کیفیات اپنی اُمت کے لیے سمیٹ کر تشریف لا رہے تھے۔ اللہ پاک اُن کیفیات سے ہمیں آگاہی عطا فرمائے[آمین] اِس کے لیے لازم ہے کہ ہم ایمان کی جستجو کریں "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ:4)" کا جو اعلان اللہ کریم نے فرمایا ہے اُس پر عمل درآمد کریں، تاکہ اِس دنیا میں رہتے ہوئے اللہ کریم ہمیں معراج شریف کی یہ کیفیات عطا فرمادے۔ باخدا یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اِس

سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خانؒ بریلوی کی معراج شریف کے حوالہ سے لکھی گئی نعتِ رسول مقبول ﷺ پیش کرتا ہوں۔

وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے اعلان تڑپ کے ساماں عرب کے مہماں کیلیے تھے

خدائی بے صبر جانِ پُر نم دکھاوں کیونکر تجھے وہ عالم
جب اُن کو جھرمٹ میں لے کہ قدسی جناح کا دولہا بنا رہے تھے

اُتار کر اُن کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا پارہ
چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے

تجلیِ حق کا سہرا سر پر صلوۃ و تسلیم کی نچھاور
وہ دُورب یا قدسی پرے جَما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہ ہی صرف عیاں وہ معنیِ اول و آخر
دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

چلا وہ سرورِ کوناں خراماں نہ رُک سکا سدرہ سے بھی جَاماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کہ سب ایں و آں سے گزر چکے تھے

تھکے تھے روح الامین کے بازو چھُٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رَقاب چھُوٹی اُمید ٹوٹی نگاہِ حسرت کے ولولے تھے

جُھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مَل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

وعدہ محمد ﷺ کریم واحمد ﷺ قریب آسرورِ موجد

نثار جاوں یہ کیاندا تھی یہ کیا سماع تھا یہ کیا مزے تھے

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی

کہیں تو جوشِ لن ترانی اور کہیں تقاضے وصال کے تھے

جُھکا تھا مجرے کو عرشِ اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزمِ بالا

یہ آنکھیں قدموں سے مَل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

جہاں بھی دیکھیں عشق جلوہ گر نظر آتا ہے اِس سے زیادہ کچھ لکھنے کی یہ قلم طاقت نہیں رکھتا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ پاک ہماری اِس واقعہ سے وابستگی اور لگاو کی تجدید فرمادے۔ (آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

فضیلتِ رجب المرجب اور عباداتِ ماہِ رجب شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ، وَنَسْتَعِینُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَنُومِنَ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیہِ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُضْلِلِ فَلَا ھَادِيَ لَہٗ. وَنَشْھَدُ أن لا إلہ إلا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ، وَنَشْھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُولُہٗ، أَمَّا بَعْدُ۔ فَقَدْ قَالَ اَللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِي القُرآنِ المَجِیدِ وَالفُرقَانِ الحَمِیدِ أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ إِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُورِ عِندَ اللّٰہِ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا فِي كِتَابِ اللّٰہِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ مِنْھَا أَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ (التوبہ: 36) اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ مَولَانَا العَظِیمِ اَلصَّلوٰۃُ والسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَ عَلٰی اٰلِکَ وَ اَصحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ

ہماری زندگی کا مقصد اھدِنَــــا الصِّرَاطَ المُستَقِیمَ (5) صِرَاطَ الَّذِینَ أَنعَمتَ عَلَیھِمْ (الفاتحہ: 5،6) کے ذریعہ حصولِ ایمان کی جستجو اور حصولِ منزل ہے۔ ماہِ رجب المرجب ہماری حصولِ منزل میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اِس ماہِ مبارک میں توبہ کی قبولیت زیادہ آسان ہو جاتی ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام تک رسائی کے لیے اور اُن کی بارگاہِ اقدس میں قُرب کے حصول کے لیے اِس ماہِ مبارک کی خاص اہمیت ہے۔ لہٰذا اِسی عنوان کے تحت اِس ماہِ مُقدس کے مختصر فضائل اور خصوصاً درودِ پاک کے بارے گزارشات مقصود ہیں سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 36 جو اوپر درج کی گئی ہے اُس میں اللہ رب الکریم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ رب

العزت کے نزدیک سال کے مہینوں کی تعداد بارہ ہے۔" یَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَات وَالْأَرْضَ (التوبہ:36)" جب سے اللہ پاک نے زمین اور آسمان بنایا" مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ (التوبہ:36)" اُن میں چار مہینے حُرمت والے ہیں اور اِن چار مہینوں میں سے ایک ماہِ رجب ہے۔ماہِ رجب کی خصوصیات تو بے انتہا ہیں لیکن جیسا کہ حدیث پاک میں آیا اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ " رجب اللہ کا مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری اُمت کا مہینہ ہے" اسلامی سال میں ماہِ رجب کو یہ اہمیت حاصل ہے کہ اِس ماہِ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات، انوار اور اُس کا کرم عام ہو جاتا ہے۔ یہ ہی وہ ماہِ مقدس ہے جس میں اللہ کریم نے اپنے حبیب ﷺ کو آسمان پر بلایا اور معراج کروایا۔" سرِ لا مکاں سے طلب ہوئی سوئے منتہا وہ چلے نبی" یہ ہمیں اِس بات کا پتہ دیتا ہے کہ یہ نہ صرف محبوبوں کے درجات بلند کرنے کا مہینہ ہے بلکہ گناہ گاروں کی بخشش اور اُن کو محبوبوں میں شامل ہونے کا موقع دینے کا بھی مہینہ ہے۔رجب جنت کی ایک نہر کا نام بھی ہے، احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ اُس کا پانی دودھ سے سفید، شہد سے میٹھا اور برف سے ٹھنڈا ہے اور یہ پاک پانی اُس نہر سے وہ ہی پی سکے گا جو ماہِ رجب کے نفلی روزے رکھے گا۔رجب المرجب کی ویسے تو ہر رات ہی منظوری والی رات ہے مگر اس کی تین راتیں بالخصوص انتہائی برکت والی ہیں۔ اس لیے اللہ کریم کی خوشنودی حاصل کرنے کے خواہشمندوں اور اُس کی حضوری کی آرزو اور اُس کی رضا کے حصول کا جذبہ رکھنے والوں کے لیے یہ تین راتیں ضائع کرنے والی نہیں ہیں۔ ایسے موقعوں پر کی گئی محنت انسان کی سالوں کی ریاضت سے زیادہ فائدہ مند ہو جاتی ہے۔

ایسی ہی راتوں میں ایک رات شبِ معراج النبی ﷺ ہے جو ماہِ رجب کی ستائیسویں رات ہے یہ وہ برکت والی رات ہے جس رات اللہ کریم نے اپنے حبیب ﷺ کو "فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ (النجم: 9)" کے مقام پر فائز فرمایا۔ اِس موقع پر نبی مکرم ﷺ نے اپنی اُمت کے لیے استدعا کی، کس قدر شان والے ہیں ہمارے نبی ﷺ کہ اتنی عظمتوں اور اتنے رتبوں پر پہنچ کر بھی اپنی اُمت کو نہیں بھولے۔ عرض کی الٰہ العالمین میری اُمت کے لیے بھی معراج عطا ہو جائے، اُس موقع پر اللہ کریم نے نبی کریم ﷺ کو اُمت کے لیے نماز کا تحفہ عطا فرمایا، اُسی نماز کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا نماز مومنین کی معراج ہے۔ اِس ماہِ مبارک میں جو تین راتیں انتہائی اہمیت کی حامل ہیں وہ بالترتیب یوں ہے۔ پہلی رات لیلۃ الرغائب، دوسری شبِ استفدہ اور تیسری شبِ معراج النبی ﷺ ہے۔ لیلۃ الرغائب ماہِ رجب کی پہلی جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات ہے۔ یہ رات برکت میں لیلۃ القدر والے فضائل رکھتی ہے، اہل ایمان کے لیے اِس رات ولایت کا دروازہ کھلتا ہے جو لوگ اِس رات اللہ کی جناب میں شب بیدار رہتے ہیں اُن کے لیے اِس رات اللہ کی خوشنودی کے آثار نمودار ہوتے ہیں۔ دوسری پندرہویں رجب کی رات یعنی دن چودہ رجب المرجب اور رات پندرہ رجب المرجب شریف اِس کو شبِ استفدہ کہا جاتا ہے۔ یہ محبوبوں کے درجات بلند کرنے والی رات ہے۔ تیسری رات شبِ معراج النبی ﷺ ہے۔ جس رات اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو معراج کروایا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص پہلی رجب کو روزہ رکھتا ہے، اُس سے جہنم کی آگ اتنی دور ہو جاتی ہے جتنا آسمان زمین سے دور ہے۔

اِس مہینے کے روزوں کا اجر اللہ کریم کے نزدیک بہت زیادہ ہے۔ ماہِ رجب المرجب شریف کی پہلی جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات لیلۃ الرغائب ہے۔ جتنے لوگ اہل اللہ ہیں وہ کبھی یہ رات ضائع نہیں کرتے ہیں کیونکہ اِس رات اولیا اللہ کے درجات بلند ہوتے ہیں اور ایمان والوں کو ولایت کا درجہ نصیب ہوتا ہے۔ احادیث مبارکہ کی مختلف کتابوں میں اِس رات کی فضیلت کے حوالہ سے جو عبادت مذکور ہے اُس میں سب سے پہلے نمازِ مغرب کے بعد بارہ رکعت نفل ہیں، جو دو دو رکعت کرکے ادا کیے جائیں گے۔ ان نوافل کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف (سورۃ الفاتحہ) کے بعد تین مرتبہ سورہ انا انزلنا (سورۃ القدر) اور بارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنی ہے۔ بارہ رکعت نماز دو دو رکعت کرکے ہر رکعت میں الحمد شریف (سورۃ الفاتحہ) کے بعد تین مرتبہ سورہ انا انزلنا (سورۃ القدر) اور بارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھنی ہے۔ بظاہر یہ چند منٹوں کی نماز ہے لیکن سال میں صرف ایک مرتبہ اِس کا موقع ملتا ہے، بارہ رکعت نفل کے بعد ستر مرتبہ درود پاک اُس کے بعد سجدہ میں اللہ پاک کی تسبیح کرنی ہے، تیسرا کلمہ یا "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَ الرُّوحِ (تسبیح تراویح)" سجدہ میں جا کر ستر مرتبہ پڑھنا ہے اُس کے بعد سجدہ سے سر اُٹھا کر ستر مرتبہ ہی استغفار پڑھنا ہے، احادیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے کہ جو شخص یہ نماز پڑھے اُس کے بعد جو بھی دُعا کرے اللہ پاک کی جناب میں وہ قبول ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ ماہِ رجب کی پہلی جمعرات اور جمعہ کی درمیانی رات لیلۃ الرغائب ہے۔ اس مضمون کے شروع میں یہ گزارش کر دی گئی ہے کہ اهدِنَـــا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ (5) صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمتَ عَلَيهِمْ

(الفاتحہ:5،6) کے ذریعہ حصولِ ایمان کی جستجو ہماری زندگی کا مقصد اور حصولِ منزل ہے اسی مقصدِ حیات کی طرف علامہ اقبالؒ نے بھی ہماری رہنمائی ان الفاظ میں کی ہے۔ ''بمصطفیٰ ﷺ بہ رساں خویش راکہ دیں ہمہ اوست'' علامہ اقبالؒ نے کہا کہ نبی ﷺ کے قدموں تک پہنچو اپنے آپ کو اُن ﷺ کے قدموں میں گرادو کہ دین تمام کا تمام نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے، قرآن پاک میں بھی یہ بات ثابت ہے، اللہ کریم نے فرمایا'' اهدِنَـــا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ. (الفاتحہ:5) ''تم اللہ کی جناب میں صراطِ مستقیم کی آرزو کرو اور پھر فرمایا '' وَأَنْ اعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (یٰس:61) ''تم میرے بندے بن جاو یہ ہی صراطِ مستقیم ہے۔ صراطِ مستقیم کی منزل کے بارے میں قرآن پاک میں سورۃ یٰسٓ اور دیگر مقامات پر فرمایا ''اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (یٰس:4-3) ''کہ اے میرے حبیب ﷺ صراطِ مستقیم کی منزل آپ ﷺ ہی ہیں۔ پھر یہ بھی فرمادیا کہ '' إِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (الشوریٰ: 52) '' اے نبی ﷺ بے شک آپ ﷺ ہی صراطِ مستقیم تک رہنمائی عطافرماتے ہیں، اِس ساری گزارش کا مقصد حضور ﷺ سے محبت، عشق اور وابستگی کا ربط قائم کرنا ہے کیونکہ یہ ہی ایمان ہے، یہ ہی صراطِ مستقیم ہے اور یہ ہی '' إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ :4) ''کا مفہوم ہے اور اسی کے حصول میں ماہِ رجب معاون ومددگار ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف متوجہ ہونے کا عملی طریقہ کار درودِ پاک کی کثرت اور درودِ پاک پڑھتے ہوئے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں خود کو حاضر جاننا، یہ حصولِ ایمان کے لیے ضروری ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبر دار ہو جاو اُس کا ایمان نہیں جس کو میرے ساتھ محبت نہیں۔ سورۃ الفاتحہ کی آیت "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ: 4)" اور آیت مبارکہ "وَأَنِ اعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (یسٓ: 61)" قرآن پاک اِسی ضمن میں ہدایت دے رہا ہے "وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (الشوریٰ: 52)" درود پاک پڑھنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان باوضو ہو جگہ کی پاکیزگی اور طہارت بھی ضروری ہے۔ اگر جوتے پہنے ہوں تو پھر زبان سے پڑھنے کے بجائے دل سے پڑھے۔ اِس کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ تک رسائی کے لیے بزرگانِ دین کے ہاں جو طریقہ کار رائج ہے وہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو اسم "اللہ" تعلیم کیا جاتا تھا وہ اُس اسم کا تصور باندھ کر درود پاک پڑھیں یا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی عرض نیاز پیش کریں اور جنہیں اسم "اللہ" تعلیم نہیں کیا گیا وہ درود پاک پڑھتے ہوئے کم از کم نبی کریم ﷺ کے روضہ مبارک کا خاکہ اپنے تصور کی آنکھوں میں رکھیں اور یہ جانیں کہ میرا درود، میری عرض، میری التجا نبی کریم ﷺ سماعت فرما رہے ہیں۔ انشااللہ اگر آپ محض روضہ پاک کا تصور بھی رکھیں گے تو بھی آپ کو اُن ﷺ کا سلام پہنچے گا اور آپ کے دل کی حالت بدلے گی، صورتِ گُنبدِ خِضریٰ شریف خواب میں نظر آجانے سے انسان کی روح کی حالت بدل جاتی ہے، ہر مسلمان جب نماز ادا کرتا ہے تو اُس کا سب سے اہم حصہ التحیات ہے، یہ وہ حصہ ہے جس کے بغیر سجدہ سہو بھی نہیں ہوتا ہے، اِس میں "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيّ" آتا ہے تو اُس کو سوچ سمجھ کر ادا کریں کہ میں اپنے آقا ﷺ کی بارگاہ سلام پیش کر رہا ہوں اور اَز رُوئے شَرح سلام کرنا سنت ہے اور اُس کا

جواب دینا فرض ہے، ہر وہ اُمتی جو آپ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف توجہ کر کے سلام پیش کرتا ہے اُس کا یہ سلام بالمشافہ سلام ہے، اور تمام، مسالک کے لوگ نماز کے اندر یہ سلام پیش کرتے ہیں، ضرورت محض اِس اَمر کی ہے کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے اُس وقت اُس کی طرف توجہ بھی ہو "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيّ" نبی صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں بالمشافہ اور روبرو پیش کیا جانے والا درود پاک ہے اِس کو پیش کرتے ہوئے نبی کریم صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ اقدس میں موجودگی کا احساس کِس طرح کرنا ہے اِس کا طریقہ کار پہلے بتایا جا چکا ہے، جنہیں اسم "اللہ" تعلیم کیا گیا ہے وہ اِس کے ذریعے اور جنہیں یہ اسم تعلیم نہیں کیا گیا وہ گُنبدِ خضریٰ کی سنہری جالیوں کا خاکہ اپنے تصور کی آنکھوں میں لا کر "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيّ" کہیں ایسا نہ ہو کہ پوری التحیات پڑھ لی جائے اور یہ معلوم ہی نہ ہو کہ کیا پڑھا ہے، لہذا جب نماز کی نیت کریں تو یہ ارادہ کر لیں کہ میں اپنے آقا صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں پیش ہونے لگا ہوں اور جب "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيّ" کہیں تو پھر کچھ وقت کے لیے رُک جائیں اور یہ تصور کریں اگر یہ تصور نہیں بنا تو بار بار کوشش کریں چاہے دس مرتبہ "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيّ" یا اِس سے بھی زائد، آپ کو یہ کوشش کرنا پڑے لیکن اِس عمل کو اُس وقت تک نہیں چھوڑنا جب تک آپ کے دل کو نبی کریم صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے آنے والے سلام کا احساس نہ ہو جائے اُس وقت تک آگے نہیں بڑھنا ہے۔ اِس عمل کے ساتھ قُربِ مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دروازے آہستہ آہستہ کُھل جائیں گے۔ [انشاءاللہ]۔ ماہِ رجب المرجب اِس عمل کے لیے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ اسی سلسلہ میں ظہوری صاحب اپنے کلام میں فرماتے ہیں!

مِٹیں رَنج وغَم آزما کر تو دیکھو

ذرا اُن کی محفل سَجا کر تو دیکھو[2]

سکوں ہو گا حاصل دلِ مُضطرِب کو

خیال اُن کا دل میں بسا کر تو دیکھو

اور یہ کیوں کہتے ہیں ہم مدینہ مدینہ

کبھی تُم مدینے میں جا کر تو دیکھو

سلَامُوں کے گجرے درودوں کے تحفے

ذرا آنسوؤں سے سجا کر تو دیکھو

وہ ہے سامنے میرے آقا کا روضہ[3]

نگاہوں کو اپنی اُٹھا کر تو دیکھو

ظہوری کرم شاملِ حال ہو گا

مصیبت میں اُن کو بُلا کر تو دیکھو

ایک اور موقع پر فرمایا:

وقتِ آخیری سوہنے دا دیدار اَکھیاں نے کرنا

دید ظہوری دی جے ہوئے فیر مرنے توں کی ڈرنا

---

[2]-جنابؒ نے فرمایا کہ ہر نماز اُن (آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم) کی محفل ہے۔ جن لوگوں کو پریشانیوں، الجھنوں اور تکالیف کی شکایت ہے اُن کے لیے یہ رہنما اصول ہے۔

[3]-"السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيّ" سے کتنی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں، کتنی سختیاں دور ہو جاتی ہیں۔ کتنی آرزوں کی تکمیل ہوتی ہے۔

اللہ کریم جو کہا جو سُنا اپنی بارگاہ عالی میں قبول و منظور فرمائے اور اللہ کریم ہمیں اپنے آقا و مولا سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، نبیِ مکرم، نورِ مجسم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ اقدس تک رسائی اور اُن کی سچی غلامی نصیب فرمائے۔ (آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

معراج النبی اور اہلِ ایمان کی خصوصیات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحمَدُهُ، وَنَستَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنُومِنَ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيهِ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلِ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَنَشْهَدُ أن لا إله إلا الله وَحدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، ونَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ۔ فَقَدقَالَ اَللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِي القُرآنِ المَجِيدِ وَالفُرقَانِ الحَمِيدِ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۞ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۞ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ [المومنون 4-1] اٰمَنتُ بِاللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ مَولَانَا العَظِيم اَلصَّلٰوۃُ والسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰهِ۔

سورۃ المومنون کی آیت نمبر ایک تا چار بیان کی گئی ہیں۔ اِن آیات میں اللہ کریم نے فرمایا کہ بے شک کامیاب ہو گئے ایمان والے، اور ایمان والوں کی جو خصوصیات اِن آیت مبارکہ میں بیان کی گئی ہیں "الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المومنون:2)" اُن میں پہلی یہ ہے کہ وہ جو نماز کے اندر عجز و نیاز، عاجزی، اِنکساری، خشوع و خضوع کرتے ہیں۔ "وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ (المومنون:3)" اور جو بے ہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں اور اُن سے بچ کر رہتے ہیں۔ "وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ (المومنون:4)" اور وہ جو زکوۃ ادا کرنے والے ہیں،۔ اللہ کریم نے انسان کے لیے کائنات میں وہ مُقام تجویز فرمایا جو کسی اور مخلوق کو عطا

نہیں کیا گیا۔ شبِ معراج درحقیقت ایک اعلیٰ ترین تقریب تھی۔ The highest profile celebration، یہ تقریب اللہ رب العزت کی طرف سے منعقد کی گئی تھی اور اپنی نمائندگی کا شرف عطا کرنے کے لیے اِس کو سجایا گیا تھا، ایسا تحفہ نہ کسی مخلوق کو پہلے مِلا اور نہ ہی آئندہ اِس کا امکان پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا ''إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً (البقرۃ:30) ''میں اِس کائنات ارضی پر اپنا ایک نمائندہ مقرر کرنا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے قادرِ مطلق ہونے کے باوجود اِس سلسلہ میں اپنی ساری کائنات کی مخلوقات سے اُن کی رائے طلب کی یہ اللہ رب العزت ہی کی شان ہے قادرِ مطلق ہوتے ہوئے جو چاہے کرے کہ یہ محض اُسی کا اختیار ہے کہ وہ جو چاہے کرے، اُس کے کرنے پر کوئی بھی مخلوق زبان کھولنے کی مجاز نہیں اور نہ ہی اُس سے کوئی شکوہ کر سکتی ہے۔ اِس کے باوجود اللہ کریم نے اپنی ساری مخلوق سے اُس کی رائے طلب فرمائی اور پوچھا کہ ہے کوئی جو میری امانت اُٹھالے؟ قرآن پاک ہمیں بتاتا ہے کہ ساری مخلوق نے اللہ پاک کی بارگاہ میں اپنے عِجز و انکسار کا اظہار فرمایا ''وَحَمَلَهَا الْإِنسَانُ (الاحزاب:72) ''اور انسان نے اُس کو اُٹھالیا، بے شک یہ فیصلہ اللہ کریم ہی کا تھا لیکن مالکِ کائنات نے اِس فیصلہ میں بھی انسان کو یہ شرف بخشا اور اپنی نمائندگی کا شرف عطا کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کا ایک معیار بھی مقرر فرمایا کہ میرا نمائندہ ہر پیدا ہونے والا انسان نہیں ہو سکتا صرف وہ ہو گا جو میرے ساتھ ربط رکھے گا، ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ کسی ملک کا سفیر اپنے ملک کی حکومت کے ساتھ رابطے میں نہ ہو، انسان اِس کائنات

اَرضی پر اپنے اللہ کا سفیر ہے اور اگر وہ سفیر ہے تو لازم ہے کہ اُس کا اپنے رب کے ساتھ رابطہ ہونا چاہیے اور یہ ہی مالکِ کائنات کی منشا تھی کہ آنکھیں انسان کی ہوں مگر دیکھوں گا میں، ''فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللهِ''[4] (حدیث شریف) زبان انسان کی ہو گی بولوں گا میں۔ ''وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (النجم: 4-3)'' اور اسی طرح ہاتھ انسان کے ہوں گے اور طاقت رب کی ہو گی ''يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ (الفتح: 10)'' اللہ تعالیٰ نے خلیفۃ فی الارض کو بہت بڑا اعزاز دینے کا اعلان فرمایا اور یہ اعزاز جب سے انسان پیدا ہوا اُسی وقت ہی عطا نہیں فرمایا گیا بلکہ اِس اعزاز کو دینے کا وقت اُس وقت آیا جب شبِ معراج کو یہ تقریب منعقد ہوئی، شبِ معراج محض مُحب اور مَحبوب کی ملاقات ہی نہیں تھی بلکہ مُلاقات کے ساتھ ساتھ یہ اللہ کریم کی طرف سے اِس عظیم اعزاز کو وصول کرنے کی ایک ہائی پروفائل تقریب تھی، جس میں تمام زمین و آسمان سجائے گئے، پورا پروٹوکول دیا گیا، گارڈ آف آنر پیش کیا گیا اور حضور ﷺ کو اللہ کریم کی نمائندگی کا شرف عطا فرمایا گیا، قرآنِ پاک کی آیات ''فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ (النجم: 9) اور ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ (النجم: 8)'' یہ اسی چیز کا اشارہ ہیں، یہ ملنا اِس طرح کا ملنا نہیں ہے جیسے اللہ کی مخلوق آپس میں ملتی ہے یہ خالق کی عطا کا ایک انداز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلیفۃ فی الارض کا اعزاز عطا فرمایا اور اُس کا ایک معیار

4- سنن ترمذی، ابواب التفسیر، باب تفسیر سورہ نحل، 3127

مقرر کیا اسی لیے ''إِنِّي جَاعِلٌ (البقرۃ: 30)'' فرمایا ''إِنِّي خَالِقٌ'' نہیں فرمایا، ''جاعل'' کا مطلب ہے میں نے مقرر کرنا ہے اگر اللہ پاک نے خالق فرمایا ہوتا تو پھر ہر پیدا ہونے والا انسان اللہ کا نمائندہ ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے، اسی لیے اللہ کریم نے ''جاعل'' فرمایا کہ جو اُس کی شرائط پر پورا اُترے گا اُس کو اللہ کریم اپنی نمائندگی کا شرف عطا فرمادے گا۔ جن کو اللہ کی نمائندگی کا شرف حاصل ہوتا ہے سورۃ المومنون میں اُن کی کچھ علامات اللہ کریم نے بیان فرمائی ہیں۔

اِس میں سب سے پہلے نماز میں خشوع و خضوع یعنی حضوری، بغیر خشوع و خضوع کے نماز نہیں، محض رسمی کارروائی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسی طرح ہر ایسی چیز سے بچ کر رہنا جو لَغو کے زُمرے میں آتی ہے، لَغو کا معنی ہے بے ہودہ، غیر ضروری، فضول، نہ فضول بولے، نہ فضول کھائے نہ فضول لوگوں کے ساتھ اختلاط کرے، جو کچھ بھی کرے محض رب کی رضا کے لیے کرے اور ٹو دی پوائنٹ کرے۔ جو اُس کو خاص اللہ کریم کی طرف متوجہ کر سکے۔

ہر کام میں دھیان اپنے مالک کی طرف رہے یہ ربط ہے اور اگر ربط نہ ہو تو انسان خلیفۃ فی الارض نہیں ہے۔ اِس کے علاوہ کوئی اور آپشن نہیں ہے انسان یا تو خلیفۃ فی الارض ہے یا پھر ''أُوْلَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ (الاعراف:179)'' یا پھر جانوروں کی طرح یا اُن سے بھی گیا گزرا، اِن دونوں میں سے ایک راستے کا انتخاب کرنا ہے ہمیں جس راستہ کا انتخاب کرنا ہے وہ ایمان کا راستہ ہے۔ ایمان ایک ایسی حالت ہے کہ جو انسان اللہ تعالیٰ کی نمائندگی کا فریضہ سر انجام دیتا ہے اُس میں ایمان کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ ایک ایسی کیفیت ہے اگر ایک

دفعہ حاصل ہو جائے تو پھر واپس نہیں جاتی ہے۔ ایمان والوں کی یہ صفت ہے کہ اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرتے ہیں لَغو سے اعراض کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ جہاں جسمانی عبادت، عبادت سے میری مُراد بندگی کا اظہار، بندگی در حقیقت انسان کی حالت اور اُس کی کیفیت کا نام ہے اور اِس کا اظہار اِس طرح ہوتا ہے کہ انسان اپنے مالک کی خوشنودی کے لیے ایسے افعال ادا کرے جو اللہ کریم کو پسند ہوں۔ ہر انسان کے دل میں پائے جانے والے جذبے کے اظہار کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ اللہ پاک سے محبت کے اظہار کا طریقہ سورۃ المومنون میں بیان کیا گیا ہے "الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المومنون:2)" یعنی اُن کی نماز اِس اصول کے مطابق ہوتی ہے، وہ لَغو سے بچتے ہیں اور زکوۃ دینے والے ہوتے ہیں۔ جہاں جسمانی عبادتیں ضروری ہیں وہاں مال کی عبادت بھی ضروری ہے۔ انسانی جسم اور روح بھی اِس کے مال میں شامل ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اُن کو بھی مِنبر سے بیان کیا جاتا ہے۔

در حقیقت ہر عبادت اپنی اپنی جگہ اہمیت کی حامِل ہے۔ رَجب، شَعبان اور رَمضان المبارک جہاں انسان کی بدنی اور روحانی عبادت کے لیے انتہائی اہمیت کے حامِل ہیں اُس کے ساتھ ساتھ ہی مالی عبادت میں بھی اہمیت کے حامِل ہیں، اِن مہینوں میں ہر قسم کی عبادت کا درجہ بڑھ جاتا ہے۔ اگر رمضان شریف میں ایک نفل کا ثواب ایک فرض کے برابر ملتا ہے تو اسی طرح اللہ کی راہ میں ایک روپیہ خرچ کرنے کا ثواب بھی ستر روپے خرچ کرنے کے برابر ملتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ اِن مہینوں میں مساجد میں اِن موضوعات پر گفتگو ہوتی ہے تا کہ

لوگوں کو یاد دہانی کرائی جاسکے کہ یہ بھی فریضہ ہے جو انجام دینا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو خلیفۃ فی الارض والا تعلق ہے اِس کے لیے دونوں ضروری ہیں۔ اللہ کریم کی راہ میں خرچ کرنے کا جو نبی کریم ﷺ کا عمل مبارک تھا اِس کائنات میں کوئی بھی دوسرا اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

"نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا"

جو شخص بھی سوالی بن کر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو وہ کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹا بلکہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ لے کر اُٹھا اور یہ نبی کریم ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ ﷺ مانگنے والے کو اُس کے سوال سے بڑھ کر عطا فرماتے تھے۔ اسی لیے جب کوئی آقا ﷺ کے غلاموں کو دُعا کے لیے کہتا ہے تو وہ اُس کی دُعا سے بڑھ کر اُس کے لیے دعا کرتے ہیں کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی سُنتِ مُبارکہ ہے۔ ایک شخص نے آکر عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے اپنی بیٹی کی شادی کرنی ہے اور میرے پاس اِس کا کوئی انتظام نہیں ہے نبی پاک ﷺ نے اُس شخص کو بکریوں کا اتنا بڑا ریوڑ عطا فرمایا جو دو پہاڑوں کے درمیان وادی میں پھیلا ہوا تھا اُس میں ہزاروں کی تعداد میں بکریاں تھیں وہ جب ریوڑ لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ سے رخصت ہوا تو لوگوں کو کہتا جاتا تھا آج میں نے ایسا سخی دیکھا جن سا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ جیسے دیگر بندگی اور عبادت کے آداب ہوتے ہیں اسی طرح اللہ کریم کی راہ میں خرچ کرنے کے بھی آداب ہوتے ہیں۔ زکوۃ کی ادائیگی کے بھی مختلف طریقے ہیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے کہ تین آدمی تھے

پہلے کو کوڑھ کے مرض کی علامات تھیں، دوسرا گنجا اور تیسرا نابینا تھا اللہ پاک نے اُن کو آزمانے کا ارادہ فرمالیا اُن کے پاس فرشتہ بھیجا گیا پہلے برص [کوڑھ] والے کے پاس گیا اور اُس سے پوچھا کہ تمھیں کیا چاہیے اُس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میری بیماری دور ہو جائے فرشتے نے کہا کہ اِس کے علاوہ اور کیا چاہیے اُس نے اونٹوں کی فرمائش کی کہ مجھے اونٹ چاہیں، فرشتے نے دُعا کی جس پر اُس شخص کی بیماری دور ہو گئی اور اُس کو بے شمار اُونٹ بھی مل گئے، اُس کے بعد فرشتہ گنجے شخص کے پاس گیا اور اُس کی فرمائش پوچھی اُس نے عرض کی کہ چاہتا میرے سر پر بال اُگ آئیں اور اللہ تعالیٰ مجھے بے شمار گائیں عطا فرمادے، فرشتے نے اُس کی فرمائش سُن کر دُعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی، اُس کے سر پر بال اُگ آئے اور اُس کو اللہ تعالیٰ نے گائیں بھی عطا کر دیں اُس کے بعد فرشتہ نابینا شخص کے پاس گیا اور اُس کی فرمائش پوچھی اُس نے سب سے پہلے اپنی آنکھوں کی بینائی مانگی اور اُس کے بعد بکریوں کی خواہش کا اظہار کیا، فرشتے نے اُس کے حق میں بھی دعا کی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اُس کی بینائی لوٹ آئی اُس کے ساتھ ساتھ اُس کو بے شمار بکریاں بھی عطا کر دی گئیں۔ اِس کے بعد فرشتہ دوبارہ پہلے شخص کے پاس گیا اور کہا کہ تم بیمار تھے برص کی علامات ظاہر ہو چکی تھیں اِس کے باوجود اللہ کریم نے تم پر مہربانی فرمائی اور تمہیں نہ صرف مرض سے نجات بخشی بلکہ تمھاری خواہش پر تمھیں اونٹ بھی عطا فرمائے تم ایسا کرو کہ ایک اونٹ اللہ کی راہ میں دے دو اِس پر وہ شخص بگڑ گیا اور بولا کہ نہیں نہیں یہ اونٹ تو صرف میرے ہیں۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو ویسے ہی ہو جائے جیسے پہلے تھا لہذا اسی طرح ہوا اور وہ

شخص دوبارہ برص کی بیماری کا شکار ہو گیا۔ اُس کے بعد فرشتہ دوسرے شخص کے پاس گیا جو گنجا تھا اور اُس سے بھی اپنا مطالبہ دہرایا کہ تم گنجے اور مفلوک الحال تھے اللہ کی راہ میں ایک گائے دے دو اُس نے بھی انکار کیا جس پر فرشتے نے اسے بھی کہا کہ اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو پہلے جیسے ہو جاو، وہ بھی دوبارہ گنجا اور مفلوک الحال ہو گیا اُس کے بعد فرشتہ تیسرے اور آخری شخص کے پاس گیا جو نابینا تھا اور اُس سے بھی اپنا مطالبہ دہرایا کہ تم نابینا تھے اور تمھارے پاس کوئی نعمت نہ تھی تم ایک بکری اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دو، اُس نے پہچانا نہیں کہ وہی فرشتہ ہے مگر اُس نے کہا کہ اے مانگنے والے تم جو کہتے ہو یہ بات بلکل صحیح ہے میں دونوں آنکھوں سے معذور تھا اور میرے پاس دولتِ دنیا بھی نہ تھی اللہ پاک نے میری دونوں آنکھیں روشن کی ہیں اور اللہ پاک نے مجھے بے شمار بکریاں عطا کی ہیں۔ اگر تم رب کے نام کا مانگتے ہو تو یہ سارا اللہ کا ہی مال ہے چاہے تو سارے کا سارا لے جاو۔ فرشتے نے اُس کو کہا کہ اللہ پاک کو محض تجھے آزمانا مقصود تھا میں دعا گو ہوں کہ اللہ پاک تمھیں اِس سے بھی زیادہ عطا فرمائے۔ اِس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے راستے پر خرچ کرنا انسان کو نہ صرف مفلوک الحالی سے محفوظ رکھتا ہے بلکہ اللہ پاک اُس کے مال میں برکت عطا فرماتا ہے اور جو شخص اللہ پاک کی نعمت ٹُھکراتا ہے، ناشکری کرتا ہے اُس سے نعمتیں چھین لی جاتی ہیں اور وہ دوبارہ اُسی طرح ہو جاتا ہے جس طرح پہلے تھا۔ یہ حدیث پاک بڑی سبق آموز ہے کہ جس کو اللہ پاک نے نعمت عطا فرمائی اور جن کی روزی کا سلسلہ چلتا ہے انہیں چاہیے کہ اپنے رب کا شکرانہ ادا کرتے رہیں اور اپنی روزی کو ٹھوکر نہ ماریں ایسا نہ ہو کہ

اللہ پاک اِن سے روزی واپس لے لے اور جس کی روزی رب واپس لے لے اُس کو کوئی بھی نہیں دے سکتا۔ اللہ پاک کی جناب میں دُعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں اپنے دیئے ہوئے رزق میں سے اپنے راستے پر خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ اپنے عطا کیے ہوئے رزق کا شکرانہ ادا کرنے کی بھی توفیق بخشے۔ (آمین)

آخر میں ظہوری صاحب کی ایک نعت شریف گزارش کرتا ہوں!

نہیں ہے دعویٰ مجھے کوئی پارسائی کا
سہارا بس ہے تیرے دَر سے آشنائی کا
تمھارے چاہنے والوں میں کم ترین ہوں لیکن
میری جبیں پہ نہیں داغ بے وفائی کا
امیر سارے جہاں کے اُسے سلام کریں
ہے جس کے ہاتھ میں کاسا تیری گدائی کا
تیرے کرم نے کیا سب سے بے نیاز مجھ کو
نہیں ہے خوف زمانے کی کج اَدائی کا[5]
جہاں پہ اور دوا کوئی کارگر نہ ہوئی
اثر پڑا ہے تیرے نام کی دُہائی کا
ظہوری روز بُلا کے مجھے وہ سنتے ہیں
صِلا ملا ہے میری خُوشنوائی کا

[5]- جنابؒ نے فرمایا جو سرکار ﷺ کے در کا ہو جاتا ہے اُس کو زمانے کی کوئی غرض نہیں رہتی، اُس کی غرض رب تعالیٰ پوری کرتا رہتا ہے۔

نہیں ہے دعویٰ مجھے کوئی پارسائی کا

سہارا بس ہے تیرے دَر سے آشنائی کا

تمھارے چاہنے والوں میں کم ترین ہوں لیکن

میری جبیں پہ نہیں داغ بے وفائی کا

اللہ کریم کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ ہماری التجائیں قبول فرمائے اور اللہ کریم ایمانِ کامل ہمارے نصیب میں کرے۔(آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

فضائل درود شریف

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ نَحمَدُہٗ، وَنَستَعِینُہٗ وَنَستَغفِرُہٗ، وَنُومِنَ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیہِ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن شُرُورِ أَنفُسِنَا وَمِن سَیِّئَاتِ أَعمَالِنَا، مَن یَهدِهِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہُ، وَمَن یُضلِل فَلَا هَادِيَ لَہُ. وَنَشهَدُ أن لا إلہ إلا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَاشَرِیکَ لَہٗ، وَنَشهَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَرَسُولُہٗ، أَمَّا بَعدُ۔ فَقَد قَالَ اَللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی فِي القُرآنِ المَجِیدِ وَالفُرقَانِ الحَمِیدِ أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ إِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِيِّ یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیہِ وَسَلِّمُوا تَسلِیمًا [الاحزاب 56] اٰمَنتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ مَولَانَا العَظِیمِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ۔

قرآنِ پاک کی جو آیت کریمہ تلاوت کی گئی وہ درود پاک کے سلسلہ میں اللہ پاک کا حکم ہے، قرآنِ پاک کے ہر اندازِ بیان کی شان نرالی ہے۔ اللہ کریم نے اِس آیتِ کریمہ میں جو حکم صادر فرمایا اُس کے پروٹوکول اور اہمیت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ خود مالکِ کائنات نے اپنے عمل کا اظہار فرمایا اور اِس عمل میں فرشتوں کی بھی شمولیت کا اظہار بیان فرمایا اور پھر اُس کے بعد ہمیں یہ عمل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ سورۃ الفاتحہ کی آیت "إِیَّاکَ نَعبُدُ وإِیَّاکَ نَستَعِینُ (الفاتحہ: 4)" بھی اِسی سمت ہماری رہنمائی فرماتی ہے ۔ بظاہر یہ ایک چند لفظی فرمانِ ربِ عظیم ہے لیکن در حقیقت یہ

پورے قرآن پاک کا خلاصہ ہے۔ یہ مقصدِ زندگی بھی ہے اور واحد ذریعہ نجات بھی۔ پورے قرآن پاک میں یہ واحد سورہ ہے جس کی تلاوت اللہ پاک نے ہر نماز کی ہر رکعت میں لازمی قرار دی ہے، اگر سورۃ الفاتحہ شریف کی ہر رکعت میں تلاوت نہ کی جائے تو سجدہ سہو کے ساتھ بھی نماز ادا نہیں ہوتی بلکہ دوبارہ ادا کرنا پڑتی ہے، اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِس سورہ مبارکہ میں اللہ رب العزت نے انتہائی اہم پیغام دیا ہے۔ ہمیں حصولِ بندگی کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اقرارِ بندگی کی ضرورت ہے یعنی "إِيَّاكَ نَعْبُدُ" تیرے ہی بندے ہیں اور بندگی کے اِس اقرار نامے کو پاس کرنے کے لیے جن اہم پہلوؤں کی عملی ضرورت ہے اِس میں ایک منزلِ بندگی اور صراطِ مستقیم کی منزل ہے۔ اَز روحِ قرآنِ پاک صراطِ مستقیم اور بندگی ایک ہی حقیقت کا نام ہے فرمایا "وَأَنِ اعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (یٰس: 61)" تم میرے بندے بن جاو یہ ہی صراط مستقیم ہے اور صراطِ مستقیم کی منزل اپنے محبوب ﷺ کو قرار دیا فرمایا "إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (الزخرف: 43)" اے میرے حبیب ﷺ آپ ﷺ صراط مستقیم کی منزل ہیں، اللہ پاک نے قرآن حکیم میں دنیا میں آنے کا مقصد بیان فرمایا ہے۔ فرمایا! " وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات: 56)" ہم نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ ہمارے بندے بن جائیں، "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ: 4)" اسی بندگی کا اقرار ہے اور یہ اقرار صرف زبان سے کافی نہیں بلکہ دل و جان حتیٰ کہ ہمارے جسم کے ایک ایک رونگٹے سے اِس کا اقرار ضروری ہے۔ "إِيَّاكَ نَعْبُدُ" ہم تیرے ہی بندے ہیں اور "وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ" ہمارا تمام تر

بھروسہ، اعتماد اور انحصار، اے اللہ رب العزت آپ ہی کی ذات پر ہے۔ یہ بندگی کا کمال ہے جس کو اللہ پاک اس پر عمل نصیب فرمادے، جس کے دل کی گہرائیوں میں یہ اقرار نامہ اُتر جائے وہ اس دنیا میں رہتے ہوئے اور سے اور ہو جاتا ہے اُس کی دنیا ہی بدل جاتی ہے۔ "لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ (یونس: 62)" اُس پر چاہے تکلیفوں کے پہاڑ اُتر جائیں، مسائل کی آندھیاں چل پڑیں اور مخالفت کے دریا اُٹھ کھڑے ہوں وہ اُس کے عزم کو متزلزل نہیں کر سکتے اور وہ شخص اُن کی پرواہ تک نہیں کرتا۔ اسی موقع پر علامہ اقبالؒ نے کہا!

"صحرا است دریا است ہر مُلک مُلکِ ما است کہ مُلکِ خدا است"

صحرا ہوں یا دریا ہوں جنگل ہوں یا سمندر ہوں، ہر جگہ ہمارا اپنا وطن ہے کیونکہ یہ اللہ پاک کی شہنشائی میں آتا ہے۔

بندہ مومن اِن تمام مظاہرِ خداوندی کا وارث ہوتا ہے، اللہ پاک فرماتا ہے "أَنَّ الۡأَرۡضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ (الانبیا: 105)"

ترجمہ: بے شک ہم نے روح زمین پر اپنے مخلص بندوں کو اس سرزمین کا مالک بنادیا ہے۔

ہمارے تمام تر اعمال کا دارومدار اِس مقصدِ زندگی پر ہے۔ قرآنِ پاک کی آیتِ کریمہ کے ساتھ اِس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ "نعبد" صراطِ مستقیم کو کہا جاتا ہے۔ اللہ پاک نے سورۃ یسٰ میں فرمایا "وَأَنِ اعۡبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِيمٌ (یس: 61)" تم

میرے بندے بن جاو یہ ہی صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم کی منزل اللہ پاک نے اپنے حبیب ﷺ کو قرار دے دیا۔ فرمایا" إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (الزخرف: 43)" اے میرے حبیب ﷺ بے شک آپ ﷺ ہی صراط مستقیم کی منزل ہیں۔" إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (ھود:56)" بے شک میں اللہ ہی صراط مستقیم ہوں۔ یہ قرآنِ پاک کا فرمان ہے جہاں حضور ﷺ ہوں گے وہاں ہی اللہ رب العزت ہو گا یہ ہی اللہ کا حکم ہے۔ لہذا نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسلمان کی وابستگی اُس کے لیے صراطِ مستقیم کی منزل کا حصول ہے اور یہ ہی بندگی ہے جس کے لیے ہمیں دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اگر یہ مقصدِ زندگی حاصل ہو جاتا ہے تو پھر جس حال میں ہم ہیں اِسی حال میں ہماری کایا ہی پلٹ جائے گی، زندگی کے انداز بدل جائیں گے، سوچ تبدیل ہو جائے گی، کیونکہ پھر کردار سنور جاتا ہے، مشکلیں آسان ہو جاتی ہے، زبان "كُن فَيَكُونُ (یٰس: 82)" میں سے حصہ لے لیتی ہے۔ مومن کے دل میں جو بات آئے اُسے اُس کو زبان پر لانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی اور وہ بات پوری ہو جاتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اِس مقصد کو حاصل کرنے کیلیے جدوجہد کریں، علامہ اقبال نے اپنے کلام میں قرآنِ پاک کی تشریح بڑی بے ساختگی کے ساتھ کی وہ لکھتے ہیں کہ:

" النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ (الاحزاب:72) "

"کی محمد ﷺ سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں"

اِس شعر میں اقبالؒ نے فرمایا کہ اگر مسلمان عشقِ نبوی ﷺ کا دیوانہ ہو جائے تو نہ صرف یہ دنیا بلکہ اِس کے بعد کی دنیا بھی اُس کے تابع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تقدیر بھی اُس شخص کے ہاتھ آجاتی ہے۔ اِس مقصد کے حصول کے لیے بارگاہِ نبوی ﷺ تک رسائی، اُن کا ادراک اور اُن کی قربت کا احساس یہ ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اِس لیے اِس موضوع پر جتنا زور دیا جائے وہ کم ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں کوئی مکر مفر
جو وہاں سے ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں"

یعنی اگر درِ مصطفیٰ ﷺ سے ناں ہو جائے تو پھر خدا کے ہاں سے بھی ناں ہی ہوتی ہے، اگر درِ مصطفیٰ ﷺ سے ہاں ہو جائے تو پھر خدا کی طرف سے بھی منظوری ہو جاتی ہے۔ ہمیں یہ بدیہی حقیقت یاد رکھنی چاہیے کہ اللہ پاک اپنی مخلوق سے جب بھی مخاطب ہوتا ہے تو ہمیشہ نبی پاک ﷺ کی زبان سے مخاطب ہوتا ہے اور ہم سے بھی یہی توقع فرماتا ہے کہ ہمیں جب بھی اللہ پاک سے کوئی بات کرنا ہو عبادت کرنا ہو یا اظہارِ محبت کرنا ہو، بندگی کا اظہار کرنا ہو تو ہم بھی اسی ذریعہ سے کریں، یعنی مصطفیٰ کریم ﷺ کے ذریعے سے کریں۔ ہمیں نماز سے بھی یہ رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ "السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيّ" کہے بغیر نماز بھی ادا نہیں ہوتی ہے اور جس کی ادائیگی نہیں ہوئی اُس کی قبولیت کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بارگاہِ رسالت ﷺ تک رسائی کے لیے جو مختلف طریقہ کار ہیں اُن میں ایک آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درودِ پاک بھیجنا ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(الاحزاب:56)" اے ایمان والو! تم نبی ﷺ پر درود اور سلام کثرت کے ساتھ بھیجو۔
درودِ پاک کے بے شمار فضائل ہیں جن میں سے چند ایک بیان کیے جارہے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس پر کوئی مشکل آئے اُس کو چاہیے کہ وہ مجھ پر کثرت سے درود پاک بھیجے کیونکہ یہ عمل دُکھوں غموں اور تکالیف کو دور کرتا ہے۔ اِس عمل سے رزق بڑھتا اور حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ نبی ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان کیا آپ ﷺ اُن لوگوں کا بھیجا ہوا درودِ پاک بھی ملاحظہ فرماتے ہیں جو یہاں حاضر نہیں ہیں یا بعد میں آنے والے ہیں؟ آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اہلِ محبت کا درود خود سنتا ہوں اُن کو پہچانتا ہوں اور اُن کے بھیجے گئے درود میرے روبرو پیش کیے جاتے ہیں اور یہ طریقہ کار قیامت تک جاری رہے گا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان جس جگہ سے بھی مجھ پر درود شریف بھیجے وہ مجھ تک پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا" لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا (النور:63)" نبی ﷺ کے پکارنے کو یوں نہ سمجھو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ جب ہم ایک دوسرے سے کلام کرتے ہیں تو ہمارا ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہونا ضروری ہے اگر کوئی انسان نظر نہ آرہا تو کسی ظاہری میڈیم کے بغیر کسی دوسرے انسان سے بات نہیں ہو سکتی، اگر کوئی شخص ایسا کرے تو عام دیکھنے والے افرادِ معاشرہ اُس شخص کے ذہنی توازن پر شک کریں گے کہ یہ انسان نارمل نہیں ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے یہ اصول مقرر فرمایا ہے کہ انہیں جہاں سے بھی پکارا جائے وہ سنیں گے۔

ہماری پُکار اُن تک پہنچتی ہے۔ یہ قرآن پاک ہمیں بتا رہا ہے "لَا تَجۡعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَاءِ بَعۡضِكُم بَعۡضًا (النور:63)" اسی لیے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ جس جگہ پر بھی ہوں مجھ پر درود بھیجیں کیونکہ یہ درود شریف نبی ﷺ تک پہنچتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ والے روز مجھ پر کثرت سے درود پاک بھیجو کیونکہ جمعہ والے روز میری اُمت کا درود شریف مجھے پیش کیا جاتا ہے اور جو شخص مجھ پر سب سے زیادہ درود پاک بھیجتا ہے وہ شخص مرتبے میں میرے سب سے زیادہ قریب ہو گا۔ یہ حقیقت ہے کہ جو شخص نبی کریم ﷺ پر درودِ پاک کی کثرت کرتا ہے اُس کو نبی ﷺ کے قُرب کا مقام نصیب ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ہر جمعہ مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درودِ پاک بھیجتا ہے وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھ نہیں لے گا۔ نبیِ مُکرم ﷺ نے فرمایا حوضِ کوثر پر مجھے ایسی قومیں ملیں گی جن کو میں اُن کے کثرتِ درود پاک سے پہچانوں گا نبی کریم ﷺ نے فرمایا روزِ قیامت وہ شخص میرے سب سے زیادہ قریب ہو گا جو مجھ پر سب سے زیادہ درودِ پاک بھیجتا ہو گا۔ آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت والے دن جب کوئی بھی سایہ نہیں ہو گا اُس دن بھی تین آدمی اللہ کریم کے عرش کے سائے تلے ہوں گے پہلا وہ شخص جو میرے اُمتی کی کوئی سخت پریشانی دور کرے، دوسرا وہ شخص جو میری سنت کو زندہ کرے گا اور تیسرا وہ شخص جو مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجے گا۔ درود شریف کی کثرت کرنے والے پر احوالِ قیامت اثر انداز نہیں ہوں گے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ جو شخص مجھ پر دورد شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو رحمت کی نظر

سے دیکھتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ ایک دفعہ رحمت کی نظر سے دیکھ لے اُس کو عذاب نہیں دیتا ہے۔ یہ بڑی اہم بات ہے اِس لیے ہمیں چاہیے کہ درودِ پاک کی کثرت کیا کریں تاکہ مشکل وقت میں کام آئے، اگر انسان سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو درودِ پاک کی برکت سے وہ پکڑ میں نہیں آتا، اللہ پاک اُس سے درگزر فرماتا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا دُعا اُس وقت تک زمین اور آسمان کے درمیان مُعلق رہتی ہے جب تک اُس کے ساتھ درود پاک نہ پڑھا جائے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا اُس شخص کے لیے تباہی ہے جس کو روزِ قیامت میری زیارت نصیب نہ ہو۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہو گا جس کو مسلمان ہوتے ہوئے بھی آپ ﷺ کی زیارت نصیب نہ ہو گی فرمایا بخیل، سیدہ نے عرض کی کہ بخیل کون ہے نبی ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود پاک نہ پڑھے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جس کے سامنے میرا ذکر کیا گیا اور اُس نے مجھ پر درود و سلام نہ پڑھا اُس کا میرے ساتھ اور میرا اُس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ فرمانِ نبوی ﷺ ہے جب کوئی قوم یا کوئی گروہ مل بیٹھ کر مجھ پر درود پاک بھیجتا ہے تو فرشتے اُس گروہ کو زمین سے آسمان تک ڈھانپ لیتے ہیں اور اُن فرشتوں کے ہاتھوں میں چاندی کے ورق اور سونے کی قلمیں ہوتی ہیں اور فرشتے پڑھا جانے والا درودِ پاک لکھتے جاتے ہیں، اُس گروہ کے لیے دُعا کرتے ہیں اور اُس گروہ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ مزید درود شریف پڑھو، تمہیں اللہ تعالیٰ مزید عطا فرمائے گا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بھی دو انسان آپس میں ملتے ہیں اور مجھ پر درود شریف بھیجتے ہیں اُن کے جدا

ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ اُن کے پچھلے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ ہم بچپن میں دیکھتے تھے کہ جب دو افراد ایک دوسرے سے ملتے تھے یا ایک دوسرے کے پاس سے گزرتے تھے یا کوئی ایک دوسرے کے لیے راستہ چھوڑتا تھا تو وہ ایک دوسرے کو سلام کہتے تھے سلام در حقیقت درودِ پاک کی ہی ایک صورت ہے۔ جب ایک اُمتی دوسرے کو سلام کہتا ہے تو اُس کا سلام اُس کو بھی پہنچتا ہے اور نبی ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بھی پیش کیا جاتا ہے۔ آپ سلام کے لفظ پر غور فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ "السلام علیکم" کہا جاتا ہے یعنی جب ایک بندے کو بھی سلام کیا جارہا ہوتا ہے تو اُس وقت بھی ایک سے زائد کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے اِس لیے کہ جب ایک شخص کو بھی سلام پیش کیا جاتا ہے اُس وقت بھی ایک تو وہ امتی ہوتا ہے اور ایک اُس کے نبی ﷺ ہوتے ہیں۔ سلام کرنا سنت ہے اور اُس کا جواب دینا فرض ہے اِس لیے جب کوئی اُمتی سلام کرتا ہے تو آقا کریم ﷺ کی طرف سے اُس سلام کا جواب آتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جہاں کوئی اُمتی موجود ہوتا ہے وہاں اُس کے نبی پاک ﷺ کی رُوحِ اقدس بھی موجود ہوتی ہے۔ قرآنِ پاک میں اللہ کریم فرماتا ہے "إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ (التوبہ:103)" اے میرے حبیب ﷺ آپ ﷺ کی طرف سے اُمتی پر سلام اُن کے لیے سکون کا باعث ہے اور اُن کے دل کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔ درود پاک کو پڑھنے سے انسان کے گناہ معاف ہوتے ہیں اُس کے نامہ اعمال میں صفائی ہوتی ہے، انسان کے دل سے تاریکیاں دُور کر دی جاتی ہیں۔ نبی ﷺ پر درود شریف بھیج کر انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کی فرمانبرداری کرتا ہے، چونکہ یہ اللہ پاک کا عمل ہے اِس لیے

درود شریف پڑھ کر انسان اللہ تعالیٰ کی سنت ادا کرتا ہے، ملائکہ کی موافقت حاصل ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ درود شریف بھیج کر درود شریف پڑھنے والا دس مرتبہ حصولِ درود کا مستحق ہو جاتا ہے، اُس کے دس درجات بلند کیے جاتے ہیں، دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں، دس گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ درود پاک پڑھنے والے کی دُعا قبول ہوتی ہے، جب تک درودِ پاک نہ پڑھا جائے دُعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہی نہیں ہوتی ہے زمین اور آسمان کے درمیان مُعلق رہتی ہے۔ درودِ پاک پڑھنے والا شفاعت کا حقدار ہوتا ہے۔ جو لوگ درودِ پاک کی کثرت کرتے ہیں کوئی شخص اپنی عرض اگر اُن کی خدمت میں پیش کرے اِس سے پہلے کہ وہ دُعا کریں اللہ پاک اُس کو قبول کرتا ہے۔ درودِ پاک پڑھنے والے کی حاجتیں اللہ تعالیٰ مانگنے سے پہلے پوری فرما دیتا ہے۔ درودِ پاک کی کثرت صدقہ کے قائم مقام ہے۔ درودِ پاک کا پڑھنا گناہوں کی بخشش، عیبوں کی پردہ پوشی اور غموں کے مداوے کا سبب ہے۔ درود شریف پڑھنے والوں کو پاکیزگی اور طہارتِ قلب نصیب ہوتی ہے۔ درودِ شریف کی کثرت کرنے والے کو اُس کی موت سے پہلے جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے اور اُس کو جنت میں اُس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔ درودِ پاک کا پڑھنا انسان کی بھولی ہوئی بات یاد آنے کا باعث بن جاتا ہے۔ جو شخص کثرت سے درودِ پاک پڑھتا ہے اُس پر نہ کوئی جادو ٹونہ اثر کرتا ہے اور نہ کسی کا کوئی غلط تعویز اثر کرتا ہے نہ ہی اُس کو کسی کی کوئی بد دُعا لگتی ہے۔ درودِ پاک کی کثرت کرنے والے کو اللہ کریم جنت کی خوشخبری عطا کرتا ہے۔ درود پاک حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کا ذریعہ اور حضوری کا باعث ہے۔ درودِ پاک پڑھنے والے کی تشنگی

دور ہوتی ہے اللہ کریم درودِ پاک کی برکت سے پیاس دُور کر دیتا ہے۔ جس قبرستان میں درودِ پاک پڑھا جائے اُس قبرستان کے تمام مدفون لوگوں کو اُس درود پاک سے حصہ عطا کیا جاتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ درودِ پاک پڑھنے والے کو وقتِ نزاع، جان کَنی کے وقت نبی پاک ﷺ کے قدم مبارک میں پہنچنے کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ اِس سے بڑھ کر کسی نے کیا لینا ہے۔ ظہوری صاحب فرماتے ہیں کہ:

"وقت اخیری سوہنے دا دیدار اکھیاں نے کرنا
دید ظہوری جے ہووے تے فیر مرنے توں کی ڈرنا"

جو لوگ درودِ پاک کی کثرت کرتے ہیں اُن کی جان کَنی کے وقت آقا کریم ﷺ کی تشریف آوری ہوتی ہے اور نبی مکرم ﷺ کے قدموں میں عاشقانِ رسول ﷺ کا سر ہوتا ہے۔ وقتِ نزاع یہ کیفیت اولیا اللہ کے چہروں پر دیکھی گئی ہے کہ آخر وقت میں اُن کے چہروں پر ایسی مسکراہٹ تھی جس کو وہ چھپانے کی کوشش بھی کرتے تھے لیکن وہ عیاں بھی تھی اُس مسکراہٹ کا پس منظر یہ ہی تھا جو ابھی گزارش کیا گیا ہے اِس سے بڑھ کر کسی اُمتی کو اور کیا نعمت چاہیے کہ:

"قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گِروں
کہ مَر کے پہنچا ہوں یہاں اِس دلربا کے واسطے"

ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ روزمرہ زندگی میں اِس عبادت کو زیادہ سے زیادہ اپنایا جائے اِس لیے کہ یہ وہ عبادت ہے جو ضائع نہیں ہوتی ہے۔ بعض عبادتیں ایسی ہیں جن

میں یہ امکان پایا جاتا ہے کہ کسی گناہ کے سرزد ہونے سے وہ ضائع ہو جائیں گی۔ لیکن درودِ پاک چونکہ اللہ کریم کی بارگاہ اقدس میں آقا کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں درود شریف بھیجنے کی التجا ہے اور اللہ پاک اپنا بھیجا ہوا درودِ پاک واپس نہیں لیتا اس لیے یہ نیکی ضائع نہیں ہوتی ہے۔ انسان کسی بھی حالت میں ہو یعنی سفر میں چاہے حضر میں اگر اُس نے اللہ کریم کو باقاعدہ زبان سے مخاطب کر کے درودِ پاک پڑھنا ہے تو کوشش کی جائے کہ وضو بھی ہو اور پاوں میں جوتا بھی نہ ڈالا ہو۔ اولیا اللہ نے اپنے تجربات کی روشنی میں درودِ پاک کے لیے چند شرائط بیان فرمائی ہیں، سب سے پہلے انسان باوضو ہو، لباس پاک صاف ہو، اور اُس کے پاوں میں جوتا نہ ہو کہ آقا کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں سلام پیش کرنا ہے۔ اگر مندرجہ بالا شرائط پوری نہ ہوتی ہوں تو اُس کے علاوہ بھی درود و سلام کی صورتیں ہیں جن کے ذریعے انسان ہر وقت اِس حالت میں مصروف رہ سکتا ہے ایک یہ کہ دل میں پڑھا جائے، زبان سے نہ پڑھا جائے یا بندے کو چاہیے کہ نبی ﷺ کی نعت پاک کا کوئی شعر بندہ دل میں پڑھتا رہے۔

"یادِ مصطفیٰ ﷺ ایسی بس گئی ہے سینے میں
جسم ہو کہیں میرا دل تو ہے مدینے میں"

درودِ پاک ہماری زندگی کی سانس سانس کے ساتھ رچا ہوا ہے۔ یہ اللہ پاک کا وہ واحد عمل جس کا وہ اپنے بندوں کو بھی حکم فرما رہا ہے۔ اللہ پاک ہر چیز پر قادر ہے "إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (النحل: 77)" اللہ پاک کی صفات بے شمار ہیں جو احاطہِ گنتی میں نہیں آسکتی ہیں، اللہ پاک کی نبی مکرم ﷺ پر دورد پاک بھیجنے کی صفت ایسی ہے کہ اللہ پاک

اہل ایمان کو اِس کو حکم فرماتا ہے۔یقین فرمائیں کہ اگر انسان کی یہ کوشش قبول ہو جائے تو پھر چوبیس گھنٹے اور زندگی کا ہر لمحہ اِس کیفیت میں رہنا نصیب ہو جائے گا۔ اگر انسان درود شریف کی شرائط پوری نہیں کر پارہا تو اُس کو چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کی نعت کا کوئی شعر دل ہی دل میں پڑھتا رہے۔

"یا مصطفیٰ ﷺ خیر الوریٰ ﷺ تیرے جیا کوئی نیں"

بجائے اِس کے کہ غیر ضروری سوچیں انسان کو گھیرے رکھیں اور انسان بے وجہ وقت ضائع کرے اِس سے بہتر ہے کہ وہ ہر لمحہ یادِ مصطفیٰ ﷺ میں گزارے اِس سے یہ ہو گا کہ ہمارے سارے دُکھ نبی کریم ﷺ خود بانٹ لیں گے اور ہمیں کوئی پریشانی لاحق ہی نہ ہو گی۔

کہہ دو گداوں سے کہ نہ دستِ سوال دراز کریں
یہ دَر وہ دَر ہے جہاں ملتا ہے گدا کو صدا سے پہلے

نبی ﷺ کا دَرِ اقدس وہ دَر ہے جہاں عرض پیش کرنے سے پہلے ہی عرض پوری ہو جاتی ہے۔ نبی کریم ﷺ پر درود پاک بھیجنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اُن کی سنتِ مبارکہ، حیاتِ طیبہ، سیرتِ مبارکہ کے واقعات کو انسان اپنے ذہن میں یاد کرتا رہے یا پھر ذکرِ پاک کی کسی محفل میں بیٹھ جائے، حتیٰ کہ ایسی محفل میں بیٹھنا جہاں دنیاداری کی باتیں نہ کی جائیں، انسان حرص و ہوس میں مبتلا نہ ہو تو کھانا کھانے میں بھی درودِ پاک کا ثواب ہے۔ اِس سے انسان کا کوئی لمحہ ضائع نہیں جاتا اور جب سونے لگیں تو بحد اوضو

کر کے سونا چاہیے کیا معلوم وہ رات ایسی ہو جس رات آقا کریم ﷺ کے دربار کا دروازہ کھل جائے۔

"میں سو جاوں یا مصطفیٰ ﷺ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلِ علیٰ کہتے کہتے"

کیا خبر اُس رات آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری نصیب ہو جائے، اگر گُنبدِ خضریٰ ہی خواب میں نظر آجائے تو دل کی حالت اُس کے ساتھ بھی بدل جاتی ہے، انسان کی سوچ بدل جاتی ہے وہ اِس دنیا میں رہتے ہوئے اور کا اور ہو جاتا ہے ہمیں چاہیے کہ یہ جستجو کریں تاکہ ایمان نصیب ہو، کیونکہ اعمال کا تمام تر دارومدار ایمان پر ہے اور حضور ﷺ سے وابستگی ایمان کا جزو لاینحل ہے۔اِس موضوع کو تفصیل سے بیان کرنا اِس لیے ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے وابستگی ایمان کی شرط ہے۔اگر ایمان نصیب ہو جائے تو اِس دنیا میں رہتے ہوئے ہی انسان کی دنیا بدل جاتی ہے۔اُس کی آنکھوں سے پردے ہٹ جاتے ہیں وہ نیچے دیکھے تو اس کی نظر تحت الثریٰ تک اور اوپر دیکھے تو اس کی نظر لوحِ محفوظ تک جاتی ہے۔اُس کی کوئی مشکل نہیں رہتی ہے اور نہ ہی کوئی مسئلہ باقی رہتا ہے۔ہمیں اِس حقیقت کا ادراک ہونا چاہیے کہ "إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ:4)"کا یہی مفہوم ہے کہ:

"کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں"

ہماری نماز بھی ہمیں یہ ہی سبق دیتی ہے کہ:

''دو جہاں میں تمہیں گر مقصود آرام ہے

اُن کا دامن تھام لو جن کا محمد ﷺ نام ہے''

ہر مسلمان نماز کے اُس اہم حصہ جس کا دوبارہ پڑھنا نماز کی غلطیوں کا کفارہ ہے یعنی ''التحیات'' اُس میں اپنے نبی ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں یہ ہی عرض کرتا ہے ''السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيّ'' اور نماز کی ادائیگی کے دوران یہ کلمات ادا کرتے ہوئے اُس کے شعور کے اندر یہ احساس موجود ہو کہ میں کیا عرض کر رہا ہوں تو اِن کلمات کو ادا کرتے ہوئے لطف بھی دوبالا ہوتا ہے اور منظوری بھی نزدیک آجاتی ہے۔ اِس سلسلہ میں یہ ضروری ہے کہ دورانِ نماز جب انسان ''التحیات'' پر پہنچے تو اِس حقیقت کو مد نظر رکھے کہ ہم اپنے آقا جنابِ مصطفیٰ کی بارگاہ میں روبرو بالمشافہ سلام پیش کر رہے ہیں۔ اِس حالت میں تصور کی دو صورتیں ہیں ایک یہ ہے کہ جس کو اُس کے مُرشد نے اسم اللہ تعلیم کیا ہے وہ اُس کے ذریعے اِس حقیقت کو مدِ نظر رکھے اور اگر کسی شخص کو اسم اللہ تعلیم نہیں کیا گیا یا اُس کو یہ سبق ابھی نہیں ملا تو پھر وہ شخص روضہِ مصطفیٰ ﷺ کا تصور رکھے۔

آقا کریم ﷺ کے متعلق گفتگو کرنے میں اتنی برکت ہے کہ ہماری بگڑی بن جاتی ہے، قسمت بھی سنور جاتی ہے اور بات بھی بن جاتی ہے۔ آقا کریم ﷺ کی گفتگو اِس آرزو کے ساتھ کرنی چاہیے کہ ہماری زندگی میں کاش وہ وقت آئے کہ ہم کہہ سکیں:

''میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے''

ظہوری صاحب فرماتے ہیں کہ:

آپ ﷺ کا جو غلام ہوتا ہے لائقِ احترام ہوتا ہے

جُھومتی ہے فضائے ارض وسماءذکرِ خیر الانعام ہوتا ہے۔

سرورِانبیاصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی یاد آئی لب پہ جاری سلام ہوتا ہے

مہہ کشِ مصطفیٰ کے ہاتھوں میں حوضِ کوثر کا جام ہوتا ہے

درحقیت نماز ہے اُن کی عشقِ آقا جن کا امام ہوتا ہے

وہ ظہوری جسے قبول کریں وہی مقبولِ عام ہوتا ہے

اِسی سلسلہ میں محمد حنیف نازش صاحب کی طرف سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں بیان فرمائی گئی نعت شریف گزارش کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ:

نعت کہتا ہوں تو طیبہ کی ہوا آتی ہے

گلشنِ جاں میں دبے پاوں صبا آتی ہے

غیر مجھ سے نہ ثناخوانی کی اُمید کرے

بس مجھے سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ثنا آتی ہے

پھر مدینے کی زیارت کے ہوں لمحات نصیب

جب بھی آتی ہے یہی لب پہ دُعا آتی ہے

دل مچلتا ہے کہ اُس بستی کو دیکھوں

جہاں سنگ ریزوں سے بھی خوشبوِ وفا آتی ہے

نور لینے کو یہیں آتے ہیں خورشید و نجوم

رنگ لینے کو اِسی در پہ حِنا آتی ہیں

اُن کی رحمت ہی سے اُمید ہے مجھ کو

ورنہ ایسا مجرم ہوں کہ کہتے بھی حیا آتی ہے

کیوں میری بگڑی ہوئی بات نہ بنتی نازش

اُن کا بندہ ہوں کہ جنہیں بات بنا آتی ہے

ظہوری صاحب اپنے کلام میں فرماتے ہیں:

مِٹیں رَنج و غَم آزما کر تو دیکھو

ذرا اُن کی محفل سَجا کر تو دیکھو[6]

سکوں ہو گا حاصل دلِ مُضطرِب کو

خیال اُن کا دل میں بسا کر تو دیکھو

اور یہ کیوں کہتے ہیں ہم مدینہ مدینہ

کبھی تُم مدینے میں جا کر تو دیکھو

سلاموں کے گجرے درودوں کے تحفے

ذرا آنسوؤں سے سجا کر تو دیکھو

وہ ہے سامنے میرے آقا کا روضہ[7]

نگاہوں کو اپنی اُٹھا کر تو دیکھو

ظہوری کرم شاملِ حال ہو گا

مصیبت میں اُن کو بُلا کر تو دیکھو

---

[6]- جنابؒ نے فرمایا کہ ہر نماز اُن (آقا ﷺ) کی محفل ہے۔ جن لوگوں کو پریشانیوں، الجھنوں اور تکالیف کی شکایت ہے اُن کے لیے یہ رہنما اصول ہے۔

[7]- "السلام علیک ایھا النبی ﷺ" سے بہت سی مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں، سختیاں دور ہو جاتی ہیں اور بے شمار آرزوں کی تکمیل ہوتی ہے۔

وقتِ آخیری سوہنے دا دیدار اَکھیاں نے کرنا

دید ظہوری دی جے ہوئے فیر مرنے توں کی ڈرنا

اِس منزل کے حصول کے لیے جو عملی پہلو گزارش کیے گئے ہیں اُن سب کا لُبِ لُباب یہ ہے کہ حضور ﷺ کا ذکر اُن کی یاد اور اُن پر درودِ پاک بھیجنے کو اپنا شُعارِ زندگی بنا لیا جائے کہ:

یادِ مصطفیٰ ایسی بس گئی ہے سینے میں

جسم ہو کہیں میرا دل تو ہے مدینے میں

اللہ کریم ہمیں اپنے آقا و مولا سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، نبیِ مکرم، نورِ مجسم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہِ اقدس تک رسائی اور اُن کی سچی غلامی نصیب فرمائے اور ہماری کاوش اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے۔ (آمین)

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

فضائل درود شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ نَحۡمَدُہٗ، وَ نَستَعِینُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُہٗ، وَنُومِنَ بِہٖ وَ نَتَوَ کَّلُ عَلَیہِ وَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنۡ شُرُورِ أَنۡفُسِنَا وَمِنۡ سَیِّئَاتِ أَعۡمَالِنَا، مَنۡ یَھۡدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ، وَمَنۡ یُضۡلِلِ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ. وَنَشۡھَدُ أن لا إلہ إلا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیكَ لَہٗ، وَنَشۡھَدُ أَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَرَسُولُہٗ، أَمَّا بَعۡدُ۔ فَقَدۡ قَالَ اَللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی فِي القُرآنِ المَجِیدِ وَالفُرقَانِ الحَمِیدِ أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیمِ ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیمِ ۔ إِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوا تَسۡلِیمًا [الاحزاب 56] اٰمَنتُ بِاللّٰہِ صَدَقَ اللّٰہُ مَولَانَا العَظِیمِ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَ اَصحَابِکَ یَا حَبِیبَ اللّٰہِ۔

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا "إِنَّ اللّٰہَ وَمَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ (الاحزاب:56)" بے شک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس پر درود بھیجتے ہیں۔ "یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا (الاحزاب:36)" اے ایمان والو تم بھی "صَلُّوا عَلَیۡہِ (الاحزاب:36)" نبی ﷺ پر درود بھیجو "وَسَلِّمُوا تَسۡلِیمًا (الاحزاب:36)" اور سلام بھیجو کثرت کے ساتھ ۔ یہ آیتِ کریمہ " إِیَّاكَ نَعۡبُدُ وإِیَّاكَ نَسۡتَعِینُ (الفاتحہ:4)" کا تسلسل ہے۔ کیونکہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار ہو جاؤ اُس کا ایمان نہیں ہے جس کو میرے ساتھ وابستگی نہیں، پیار نہیں، محبت نہیں، عشق نہیں۔

"إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ (الفاتحہ: 4)"کا مفہوم ہی یہ ہے کہ انسان اللہ کی بار گاہ میں ظاہر اور باطن کے ساتھ، قول اور عمل کے ساتھ یہ اقرار کر لے کہ یااللہ میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میرا انحصار تیرے ہی اوپر ہے۔ اللہ پاک نے اُس کی مزید تشریح یہ فرمائی کہ "وَأَنِ اعْبُدُونِي هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (یس: 61)"کہ تم میرے بندے بن جاو یہ ہی صراط مستقیم ہے اور صراط مستقیم کا نشان اپنے محبوب ﷺ کو قرار دیا فرمایا" إِنَّكَ عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (الزخرف: 43)"اے میرے حبیب ﷺ آپ ﷺ ہی صراط مستقیم پر ہیں اور صراط مستقیم پانے والوں کی آپ ﷺ ہی منزل ہیں اور پھر یہ بھی اعلان کر دیا" وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (الشوریٰ: 52)"اے میرے حبیب ﷺ صراط مستقیم کی جستجو کرنے والوں کو آپ ﷺ ہی اِس منزل پر پہنچاتے ہیں۔ اِن تمام آیات کا لُبِ لباب یہ ہی ہے کہ اللہ کریم کا قُرب قُربِ مصطفیٰ ﷺ سے مشروط ہے۔ یہ اتنا ضروری نقطہ ہے کہ اِس کے بغیر انسان کی نماز بھی اللہ کریم کی بار گاہ میں شرفِ قبولیت حاصل نہیں کر سکتی اور نہ ہی کوئی اور عبادت قبول ہوتی ہے۔ اِس کے بغیر نہ انسان کی زندگی میں سکون آتا ہے اور نہ اطمینان، اسی لیے اِس موضوع کو تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے کہ اگر یہ بنیادی نقطہ سمجھ آجائے تو اِس دنیا میں رہتے ہوئے ہی انسان کی دنیا بدل جاتی ہے۔

"ہے پرواز دونوں کی اِسی ایک جہاں میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور"

اِس چیز کو مد نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ یہ ہی عقائد کی بنیاد ہے۔ ہمیں اِس حقیقت کا اعادہ ہونا چاہیے کہ جب تک ایمان نہ ہو عمل کو عملِ صالح قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ شریعت کے جتنے بھی مسائل ہیں اور عبادات کے جتنے بھی طریقہ کار ہیں اِن سب کا دارومدار ایمان پر ہے۔ ایمان اگر درست ہے تو عمل قابلِ قبول ہے ایمان اگر درست نہیں تو عمل منظور نہیں ہے۔ ایمان کا دارومدار نبی کریم ﷺ کے ساتھ ظاہری، باطنی، دلی اور روحانی وابستگی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ "النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ (الاحزاب:6)" کہ نبی ﷺ ایمان والوں کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہیں۔ علامہ اقبالؒ اپنی زبان میں قرآنِ پاک کی آیتِ مبارکہ کو اِس طرح بیان کرتے ہیں کہ:

"بمصطفیٰ ﷺ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است"

کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی ذاتِ اقدس سے خود کو وابستہ کر لو اگر اُن تک نہیں پہنچتے تو پھر سارا کچھ بیکار ہے اِس میں دین کا کوئی حصہ شامل نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ وابستگی پر ہی ایمان کا دارومدار ہے۔ اِسی لیے اِس بات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے اور بار بار بیان کیا جاتا ہے کہ ہماری زندگی کا دارومدار اُس میں بہتری کی شرح اور آخرت میں نجات کی ضمانت تمام تر نبی ﷺ کی سنتِ طیبہ پر عمل سے ہے، اِس سنت کا نام تعلق باللہ ہے تعلق باللہ یعنی اللہ کریم سے تعلق نبی کریم ﷺ سے وابستگی کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نبی کریم ﷺ نے پیغام پہنچا دیا اور اُن کا کام ختم ہو گیا ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ یاد رہنا چاہیے کہ ہماری ہر ہر عبادت اُن کے ذریعے اللہ کریم کی جناب میں پیش ہوتی ہے۔ یہ نقطہ ہمیشہ زیرِ غور

رہنا چاہیے کہ اگر اللہ کریم ہر چیز پر قادر ہونے کے باوجود یعنی وہ جو چاہے کرے اُس کے لیے کوئی حد نہیں ہے وہ اپنی مخلوق کو پیدا کرتا ہے، اُس کو دیکھ رہا ہوتا ہے اور اُس کے قریب ہے لیکن اِس کے باوجود جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق سے سے بات کرنی ہے اُس وقت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "قل" اے میرے نبی ﷺ میری بات آپ ﷺ نے کرنی ہے۔ اللہ پاک اپنا حکم اپنے نبی ﷺ کے ذریعے مخلوق تک پہنچاتا ہے۔ اِس لیے مخلوق کے لیے بھی ضروری ہے کہ اللہ پاک کی بارگاہ میں اپنا اظہارِ ایمان، اپنی عبادت، اپنا عجز و نیاز، اپنی گزارشات، نبی کریم ﷺ کے ذریعے ہی پیش کرے۔

بخدا خدا کا یہ ہی ہے در

نہیں اور کوئی مکر مفر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو

جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں۔

صحابہ کرامؓ جب کبھی اللہ کریم کی بارگاہ میں کوئی التجا کرنے کا ارادہ فرماتے تھے یا کسی چیز کا سوال کرنا مقصود ہوتا تھا تو نبی پاک ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوتے تھے اور عرض کرتے تھے۔ یارسول اللہ ﷺ اللہ پاک کی اِس معاملے میں کیا منشا ہے۔ اللہ پاک کا اِس معاملے میں کیا حکم ہے۔ اللہ نے مخلوق کے لیے وسیلہ نبی ﷺ کو بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق تک پیغام رسائی کا وسیلہ اور مخلوق کے لیے اللہ تعالیٰ تک رسائی کا وسیلہ نبیِ مکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہی ہے۔ اِس ذریعے کو بائے پاس کرنے سے نہ تو کوئی عبادت قبول ہوتی ہے اور نہ ہی اُس شخص کو ایمان نصیب ہوتا ہے۔ یہ اہم

نقطہ ہمیشہ مدِ نظر رہنا چاہیے اور ہر عبادت میں نبی کریم ﷺ کا یہ وسیلہ ضروری ہے۔ کلمہ مبارک سے لے کر، اذان، نماز ہر جگہ اِس کا اظہار ہوتا ہے۔ کلمہ طیبہ میں اللہ اور اُس کے حبیب ﷺ ساتھ ساتھ، اذان میں بھی اِس محبت کا عملی اظہار نظر آتا ہے جہاں اللہ پاک کی گواہی ہے اُس کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کی گواہی بھی ہے اور نماز میں بھی جہاں سُبحانکَ اللّٰھُمَّ ہے وہاں "السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيّ" کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی ہے۔ یہ تعلق ہمیشہ ملحوظِ خاطر رہنا چاہیے۔ یہ بھی گزارش کر دوں کہ جب شیطان نے اللہ تعالیٰ سے مہلت لی تھی تو اُس نے اپنا مقام بھی مُرتب کیا تھا کہ میں نے کس جگہ پر اپنا موقع واردات رکھنا ہے۔ اِس کی قرآن پاک سے اِن آیات مبارکہ کی صورت میں رہنمائی ملتی ہے۔ "قَالَ فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي لأَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيمَ (الاعراف:16)" اُس [شیطان] نے اللہ پاک سے عرض کی یااللہ اگر آپ نے مجھے راندہِ درگاہ کر دیا ہے تو میں اب تیرے بندوں کا وہ راستہ روکوں گا جو صراطِ مستقیم کی طرف جاتا ہے اور قرآنِ پاک سے ہمیں یہ رہنمائی ملتی ہے کہ صراطِ مستقیم نبیِ مُکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔ فرمایا "إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (ھود:56)" پھر فرمایا "إِنَّكَ عَلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (الزخرف: 43)" نبی کریم ﷺ کے ساتھ وابستگی، اُن کے ساتھ محبت اور اُن کے ساتھ انسان کے ایمان کے تعلق کو کمزور کرنا ہی شیطان کا مشن ہے۔ یہ ہی اُس کا ٹارگٹ ہے اور یہ بات ہمیں قرآنِ پاک سے معلوم ہوتی ہے۔ اِس لیے اِس بات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہیے کہ یہ تعلق کمزور نہ ہونے پائے کیونکہ اگر یہ تعلق کمزور ہو جائے تو اِس سے محض ایمان متاثر نہیں ہوتا بلکہ انسان کی انسانیت بھی کمزور ہو جاتی ہے

اور انسان کی زندگی کے تمام معاملات ذلت اور رسوائی کی طرف چل پڑتے ہیں۔ جس پر نجات کا راستہ اُس سے چھین لیا جاتا ہے۔لہذا یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی نبی اکرم ﷺ کے ذریعے ہی ممکن ہے کیونکہ یہ اللہ پاک کی منشا ہے وہ اِس بات کو پسند کرتا ہے کہ اُس تک رسائی اُس کے محبوب ﷺ کے ذریعے کی جائے اور یہ اِس بات کا عملی ثبوت ہے کہ قادر ہوتے ہوئے بھی وہ اپنی مخلوق کے ساتھ بات اپنے محبوب ﷺ کے ذریعے کرتا ہے اور ہمارا یہ حال ہے کہ ہمیں تو اللہ تعالیٰ کی ہستی نظر ہی نہیں آتی ہمارے لیے تو زیادہ ضروری ہے کہ ہم نبی پاک ﷺ کے ذریعے اپنی عرضیاں اور التجائیں اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش کریں۔ یہ اہم نقطہ ہمیشہ ملحوظِ خاطر رہنا چاہیے کیونکہ یہ ہی نقطہ ایمان کی بنیاد ہے۔ مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر درود شریف بھیجنے کا حکم فرمایا ہے۔ نبی ﷺ کی ہستیِ لازوال پر دورد شریف بھیجنا نبی ﷺ اور اُمتی کے درمیان تعلق مضبوط کرنے کا ایک ذریعہ ہے ، ماہِ رجب المرجب کا مہینہ درود پاک کے لیے خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس ماہِ مبارکہ میں عالمِ اسلام میں کثرت کے ساتھ درودِ پاک پڑھا جاتا ہے۔ اہل محبت اِس ماہ میں درودِ پاک کی کثرت کرتے ہیں۔ اولیا اللہ اِس ماہ مبارک میں ساری ساری رات مصلے پر بیٹھ کر ''صَلی اللّٰہُ عَلیٰ حَبِیبِہٖ مُحَمدٍوَ اٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَبَارِ ک وَسَلِم '' پڑھتے ہیں ، عالم اسلام میں ایسے واقعات بھی موجود ہیں کہ کوئی ولی اللہ چھت پر بیٹھ کر درودِ پاک پڑھ رہے ہیں اور آسمان پر بادل چھا گیا لیکن گھٹائیں اُس وقت تک کُھل کر نہیں برسیں جب تک انہوں نے اپنا وظیفہ ختم نہیں کیا۔ یہ اللہ پاک کی ادائیں ہیں کہ وہ اپنے اُن بندوں کا

خیال فرماتا ہے جو اُس کے حبیب ﷺ پر قربان ہونے کے لیے ہر لمحہ تیار رہتے ہیں۔
درجہ بالا آیت کریمہ میں اللہ کریم نے نبی ﷺ پر دورد پاک کی کثرت کا حکم دیا ہے
اور نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تحقیق میرے پاس جبرائیل امین آئے اور عرض کی
یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ کی اُمت میں سے کوئی آپ ﷺ پر دوردِ پاک بھیجے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُس پر دس دفعہ درودِ پاک بھیجوں گا اور اگر کوئی ایک دفعہ
سلام بھیجے تو میں اُس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں گا۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ
جب تک کوئی درود بھیجنے والا مجھ پر درود بھیجتا ہے فرشتے بھی اتنی دیر اُس پر درود بھیجتے
ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخیل کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اُس کے سامنے میرا ذکر
کیا جائے اور وہ میرے پر درودِ پاک نہ بھیجے، فرمایا نبی مکرم ﷺ نے کہ جمعہ والے دن
مجھ پر زیادہ درود بھیجا کرو، ارشادِ نبوی ﷺ ہے کہ میرا جو اُمتی مجھ پر ایک دفعہ درودِ
پاک بھیجے گا اُس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس برائیاں اُس سے
دور کر دی جائیں گی۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنی تحریر میں میرے
پر درودِ پاک لکھے فرشتے اُس وقت تک اُس پر درودِ پاک بھیجتے رہیں گے جب تک میرا
نام وہاں لکھا رہے گا۔ جو لوگ لفظ محمد ﷺ لکھتے ہیں انہیں چاہیے کہ اُس کے ساتھ
درودِ پاک بھی لکھیں۔ اِس سے اُن کا مسلسل درودِ پاک کی وصولی کا سلسلہ شروع ہو
جائے گا۔ فرمایا نبیِ مکرم ﷺ نے جو کوئی مجھ پر جمعہ والے روز دس مرتبہ دوردِ پاک
بھیجے اُس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ محبوبِ خدا ﷺ نے فرمایا
مجھ پر درود شریف بھیجنے والے کے لیے ایک نور ہو گا اور جو اہلِ نور میں سے ہو گا اُس کو

کبھی آگ میں نہیں ڈالا جائے گا۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا جو مجھ پر درود شریف بھیجنا بھول گیا تحقیق وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل امین تشریف لائے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ جو کوئی آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے ستر ہزار فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں اور جس پر فرشتے درود بھیجیں وہ اہلِ جنت میں سے ہو جاتا ہے۔ نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر جمعہ اگر کوئی شخص مجھ پر سو مرتبہ درود شریف بھیجے وہ قیامت والے دن اِس حال میں آئے گا کہ اُس کے ساتھ اتنا نور ہو گا کہ اگر ساری مخلوق کو تقسیم کیا جائے تو کافی ہو۔ نبی پاک ﷺ پر درودِ پاک ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور درودِ پاک پڑھنے سے وابستگیِ مُصطفیٰ ﷺ کے رشتہ میں ایک طاقت آتی ہے، درودِ پاک سے انسان کی زندگی میں نِکھار آتا ہے اور ایمان کی منزلیں طے ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس پر کوئی مشکل آئے اُس کو چاہیے کہ وہ مجھ پر کثرت کے ساتھ درودِ پاک بھیجے کیونکہ یہ فعل دُکھوں، غَموں اور تکالیف کا مداوا کرتا ہے، رزق زیادہ کرتا ہے اور حَاجتیں روا کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود شریف بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جو دس مرتبہ بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر سو مرتبہ اور سو مرتبہ بھیجنے والے پر ہزار مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے اور جو ہزار مرتبہ درود شریف بھیجے اللہ تعالیٰ اُس کے جسم پر آگ کو حرام کر دیتا ہے، اور دنیاوی زندگی اور آخرت میں وقتِ حساب ایمان پر قائم رکھے گا۔ درودِ پاک حصول ایمان کا بہترین ذریعہ ہے اور ماہِ رجب المرجب درودِ پاک کی کثرت سے مخصوص ہے کیونکہ:

بخدا خدا کا یہی ہے دَر

نہیں اور کوئی مکر مفر

جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو

جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

درِ مصطفیٰ ﷺ ہی اللہ رب العزت کا دَر ہے اور یہ نقطہ جو ابھی گزارش کیا گیا دوبارہ بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مالک الملک اور قادرِ مطلق ہونے کے باوجود، مخلوق کو پیدا کرنے باوجود، مخلوق کے قریب ہونے کے باوجود، مخلوق کو دیکھنے کے باوجود اگر مخلوق سے کوئی بات کرتا ہے تو اپنے نبی ﷺ کے ذریعے سے کرتا ہے۔ قل اے میرے نبی ﷺ آپ ﷺ بیان فرما دیں اِس لیے مخلوق کو بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو عرض کرنی ہے اُس میں اِن آداب کو ملحوظِ خاطر رکھے کہ ہم عام حالات میں اللہ تعالیٰ کو اِس طرح نہ محسوس کر سکتے ہیں نہ ہی اُس کو اپنی ظاہری آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے لیے زیادہ ضروری ہے کہ ہم جب بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسائی کریں اپنے آقا و مولا سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، نبیِ مکرم، نورِ مجسم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے کریں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی منشا ہے اِسی لیے نماز میں "السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيِّ" کا فرمان آیا ہے۔ ہر شخص کو چاہیے کہ اپنی اپنی جگہ پر اپنے اپنے حالات کے مطابق جتنا کوئی کر سکے اِس ماہِ مبارک میں درودِ پاک کی کثرت کرے تاکہ ہمارا اپنے نبی ﷺ کے ساتھ تعلق مضبوط ہو، اللہ کا قُرب حاصل ہو اور اُمتِ مسلمہ کو طاقت

نصیب ہو۔ آخر میں پھر میں بارگاہِ رسول ﷺ میں کچھ نعتیہ اشعار گزارش کرتا ہوں ظہوری صاحبؒ فرماتے ہیں کہ!

لمحہ لمحہ شمار کرتے ہیں
آپ ﷺ کا انتظار کرتے ہیں
اُن پر راضی خدا کی ذات ہوئی
مصطفی ﷺ سے جو پیار کرتے ہیں
اُن کی الفت میں خوش نصیب ہیں وہ
جان و دل جو نثار کرتے ہیں
اُن کے دَر کا فقیر ہوں
جِن کی چاکری تاجدار کرتے ہیں
میں خطا بار بار کرتا ہوں
وہ کرم بار بار کرتے ہیں
مدحتِ مصطفیٰ ﷺ ہے سرمایہ میرا
ہم یہ ہی کاروبار کرتے ہیں
بات اُن کی صدا کریں گے ہم
لوگ باتیں ہزار کرتے ہیں
اُن کے غم میں حضوری چین ملے
چارہ گر بے قرار کرتے ہیں

میں خطا بار بار کرتا ہوں

وہ کرم بار بار کرتے ہیں

ٹھوکریں کھا کر گرنا میرا کام ہے

ہر قدم پہ اٹھانا تیرا کام ہے۔

اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض ہے کہ ان گزارشات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

=================